بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR – QADIAN

علی گڈھ نمبر

عام قیمت سالانہ ۸ بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

ضمیمہ درس قرآن مجید

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی

Reg. No. L. CCLXXXVIII

دوا ہی شفا ہی غرض دارالامان ہے

جلد ۹

۹-۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدسہ اسلام مطابق ۱۹-۲۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۶-۱۳ بیساکھ سمت

نمبر ۳۱ و ۳۲

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا

اڈیٹر مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ

دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دس شرائط بیعت

اول یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جاویگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

اسلمانیم از فضل خدا
از دین دین آمد از مادریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام
مہرِ او باشیر شد اندر بدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
دانرو نوشیم ہر آبے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد
آن ہمہ از حضرتش ثابت است
معجزات او ہمہ حق و صداقت
معجزات انبیاء سابقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
یکقدم دوری ازان عالیجناب
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہم برین از دار دنیا بگذریم
بادۂ عرفان از ایام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہر نبوت را برو شد اختتام
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
لیک از خود از ہمان جائے بود
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مستحق لعنت است
منکر آن مورد لعن خدا است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت پیشگی اخبار سالانہ باضمیمہ علیحدہ ضمیمہ درس قرآن سالانہ پیشگی ... بغیر وصول قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔ خط وکتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب معذور۔ رسید ضرور اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ ہوگی۔ ان جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو بہرحال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر چار ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ لیکر آپ فرماتے جاتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا فرماتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا

بدر پریس قادیان میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق چھپ کر شائع ہوا

کاتبہ عاجز محمد حسین عفی اللہ عنہ

مبارک مخدومی مکرمی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ان دوسری بیوی سے ۱۴ مئی ۱۹۱۰ء روز جمعہ صبح ۹ بجے لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح موعود نے فرمایا کہ نام ناصر الدین یا نصیر الدین رکھا جاوے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نومولود کی صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز کرے اور دین کا ناصر بناکر اسے اسم با مسمیٰ کرے۔ آمین۔ ڈاکٹر صاحب موصوف آجکل پرتاب گڑھ ملک اودھ میں ہیں اور بچہ وہیں پیدا ہوا ہے۔

خدا کی سلطنت اور بٹالوی کی شیطنت

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کئی سال کے بعد اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی بائیسویں جلد بابت ۱۹۱۰ء شائع کی ہے۔ اسمیں کئی ایک مضمون لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک مضمون کی سرخی ہے " آسمانی مسیح اور اس کا رفیق " اس مضمون کے عجائبات میں سے مولویصاحب اسکے اثر اور نتیجہ کی بابت اعلان فرماتے ہیں۔

" اس کے ذریعے جھوٹی مسیحیت، اور جعلی مہدویت کی ایسی بیخ کنی کیگئی ہے کہ آیندہ کبھی کوئی شخص جھوٹا مسیح اور جعلی مہدی ہونے کا نام نہ لے سکیگا۔"

محمد حسین اور ان کے رفقاء کو خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کی سلطنت اور الٰہی کارخانہ کی کنجی ان کے ہاتھ آگئی اور انہوں نے اتنا بڑا کام کرلیا ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے اس پیشگوئی کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ اس مضمون کے بعد خدائی سلطنت میں کوئی جھوٹا مدعی پیدا نہ ہوسکیگا۔" (الکبریاء ردائی)

نئی تجویز مولوی صاحب ممدوح مسلمانوں کے سامنے انہی کی قدیمی روایات کی بناء پر آمد مسیح اور مہدی کے متعلق اشاعۃ السنہ میں ایک نئی تجویز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُن کے پیش کردہ اور مجوزہ صورت میں مسیح اور مہدی آجاویں تو صادق سمجھے جاویں ورنہ آسمانی مسیح اور اس کا رفیق دونوں جھوٹے قرار دئے جاویں۔ دیکھئے ہمارے مخالف علماء کہاں تک بٹالوی صاحب کا اس رائے میں اتفاق کرتے ہیں۔

مذہب یہ نہیں اسی رسالہ کے تمہیدی ریمارک میں مولوی محمد حسین بٹالوی مسلمانوں کے تمام فرقوں کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ بابت ۱۹۱۰ء میں جو مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا گیا ہے وہ کوئی مذہبی خیالات نہیں ہیں اور نہ ہی مجھے اس مضمون میں صحیح صحیح خیالات کا اظہار مقصود ہے۔ اس میں صرف اہل اسلام کی قدیم روایات کو بیان کیا گیا ہے نہ کہ اپنا تحقیقی مذہب۔ اعتقاداً میادہی قول یا اعتقاد ہے جس کو میری صریح کلام میں پاویں بناءً مولویصاحب ممدوح تمام علماء سے درخواست کرتے ہیں کہ کوئی صاحب اس مضمون کو علمی یا مذہبی مضمون سمجھ کر مجھ سے ہرگز نہ اُلجھیں۔ ورنہ ایسے اصحاب بے علم۔ کم فہم سخن ناشناس قرار دئے جاویں گے۔ مولانا ممدوح کی طرف سے علماء کی خدمت میں ہم بھی سفارشی ہیں۔ امید ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی مولوی محمد حسین صاحب کی مخالفت نہ کریں گے بالخصوص جبکہ مولانا ممدوح نے گورنمنٹ میں بادب گذارش بھی کی ہے کہ اس مضمون کے صلہ میں جو کچھ گورنمنٹ سے مجھ کو انعام ملنا ہے اس کا نصف گورنمنٹ مولوی ثناء اللہ کو عطا فرماوے اور نہ ہی علماء اس تحریری انکار سے متعجب ہوں کہ تلوار اور خونریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں۔

مہدی کے متعلق اہل اسلام کے اعتقاد کی نسبت بٹالوی کی غلط بیانی

سالہائے دراز کی مخالفت کے بعد بٹالوی صاحب اپنے اسی اشاعۃ کی جلد ۲۲ میں اہل اسلام کا قدیمی اعتقاد مہدی کے متعلق روایات قدیمہ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ تلوار اور خونریزی اور جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں جیسا کہ ہم نے مولوی بٹالوی صاحب کے مضمون کو بغور پڑھا ہے اور انکی دو رنگی تحریروں کی واقفیت ہے ہم اس امر کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ ابھی تک دیگر علماء ہند کی طرح مولانا خود بھی اسی مرض مزمن میں مبتلا ہیں اور مسیح اور مہدی کے متعلق اہل اسلام قدیم کا جو اعتقاد مسلمانوں کی طرف اپنے اس رسالہ اشاعۃ میں منسوب کر رہے ہیں جو اہل اسلام اس کے خلاف ہیں کسی مصلحت کے لئے مولانا بٹالوی جو غلط بیانی کر رہے ہیں اسکو وہ خود بھی محسوس کرتے ہیں۔ ہم بھی تو علماء اسلام سے صفحہ ۱۵ رسالہ اشاعۃ میں بدیں الفاظ ایک سوال کرتے ہیں

" اخوان اہل اسلام سے یہ سوال ہے کہ اس مضمون میں جو ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی آئیں گے تو دین اسلام و سنت خیر الانام کی اشاعت آسمانی نشانات اور روحانی برکات سے کرینگے اسمیں وہ تلوار و تفنگ اور لڑائی و جنگ سے کام نہ لیں گے۔ اسلام کی روحانیت اور حضرت امام مہدی کی شان و شوکت اس میں زیادہ تر پائی جاتی ہے یا اس کے برخلاف اس اعتقاد میں جو عوام اور بعض خواص کالعوام میں پایا جاتا ہے کہ وہ کچھ کرینگے تلوار کے زور سے کرینگے اور سالہا سال کافروں سے اور مخالف سنت مسلمانوں اور مذاہب اربعہ خصوصاً حنفی مذہب کے مقلدوں سے جنگ و جہاد میں مصروف و حیران و سرگردان رہکر ساتویں سال فتح کا منہ دیکھیں گے " اگر علماء اسلام مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس خیال کے ساتھ جو انہوں نے مسیح اور مہدی کے متعلق بزعم خود روایات سے اہل اسلام قدیم کا اعتقاد ظاہر کیا ہے متفق ہیں تو اس صورت ہم اس عمدہ تجویز کو مولوی محمد حسین کی معرفت از سر نو پیش کرتے ہیں جسکو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نے علماء کی خدمت میں فتوے کے لئے جانیکی نسبت کئی بار پیش کیا ہے کہ علماء اگر ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں ہم رائے ہیں تو وہ فتوی

ماتمی جلسہ

قیصر ہند شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات اور شاہ جارج پنجم کی جانشینی کی خبر پچھلے اخبار میں دیجا چکی ہے جسدن یہ خبر یہاں پہونچی تھی اسیدن اظہار رنج میں مدرسہ [illegible] کئے گئے تھے اور مدرسے کے اساتذہ اور طلباء نے شامل ہو کر ایک جلسہ ماتمی کیا تھا اس کے بعد اس خبر کے معلوم ہونے پر کہ ۲۰ تاریخ ماہ مئی ماتم کیواسطے مقرر کیگئی ہے قادیان کی پبلک کو ایک جلسہ میں جمع کرکے اظہار رنج و ہمدردی کرنے کی تجویز کیگئی۔ تمام گاؤں میں اس کیواسطے منادی کی گئی۔ ۲۰ تاریخ کو تمام دفاتر اور دکانیں مدرسہ بند رہے اور صبح کیوقت تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے احاطہ میں جلسہ کیا گیا۔ بتحریک مولوی صدر دین صاحب و بتائید مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان صدر جلسہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی خوبیوں کا بیان کیا کہ انہوں نے کس طرح ہمیشہ رعایا کی ہمدردی کرکے لوگوں کے دلوں کو مسخر اور تمام یورپ امریکہ۔ ایشیاء کے بادشاہوں اور رعایا کے دلوں میں کس قدر عزت و عظمت پیدا کرلی اور ڈپٹی کمشنر صاحب کا اعلان سنایا کہ سب قومیں اپنے معبدوں میں بادشاہ کیواسطے دعا کریں اور یہ رزولیوشن کہ پبلک قادیان کیطرف سے اظہار رنج و ہمدردی کا پیغام سرکار کی خدمت میں بھیجا جاوے اس رزولیوشن کی تائید میں لالہ جگن ناتھ مختصر تقریر کرتے ہوئے بادشاہ کیواسطے دعا کی اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس برکت سلطنت برطانیہ کا ذکر کیا کہ باوجود بادشاہ کی وفات کے تمام کام امن کیساتھ چل رہے ہیں اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے بادشاہ کی مختصر سوانح سنائی اور بچوں کو وفادارانہ تعلقات سلطنت کی نصیحت کی اور رزولیوشن بالاتفاق پاس ہو کر قرار پایا کہ نقل بمعرفت صاحب ڈپٹی کمشنر روانہ ہو۔ اخیر میں پریزیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ صرف لفظی ہمدردی کوئی شے نہیں انڈیا کو چاہیئے کہ اس وقت اسکی تمام قومیں متفق ہو کر جارج پنجم کی حکومت کی ایسی وفادارانہ اطاعت اٹھائے کہ گذشتہ ناگوار قصے سب کو بھول جاویں۔ بعد شکریہ پریزیڈنٹ صاحب جلسہ ختم ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سفر علی گڈہ

حمد الٰہی

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی (در ثمین)

حمد و شکر ہے اس علیم و خبیر کے لئے جس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب محمد عربی علیہ الف الف صلوٰۃ و سلام کے مقدس و مطہر وجود کے طفیل ہمیں ہدایت فرقان کا خزانہ غیر محدود عطا فرمایا جس میں اس فخر موجودات سرچشمہ علم و ہدیٰ کو رب زدنی علماً کی دعا سکھلا کر علم کی قدر و منزلت کا مرتبہ تبلایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
احمد آخر زمان کز نور او — شد دل مردم ز خور تاباں ترے
سالکان را نیست غیر از وے امام — رہروان را نیست جز وے رہبرے
آن خداوندش بداد آں شرع و دیں — کان نگردد تا ابد متغیرے
تافت اول بر دیار تازیاں — تا زیانش را شود درماں گرے
بعد زاں آن نور دین و شرع پاک — شد محیط عالمے چون چنبرے (در ثمین)

مقصد سفر

الابعد مندرجہ بالا پیشانی کو پڑھ کر ناظرین کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایڈیٹر علی گڈہ کہاں جا پہنچا کس مطلب کے واسطے اور کیوں؟ اس لئے سب سے اول میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ اپریل کے شروع میں علی گڈہ کی تعلیمی کانفرنس کی طرف سے ایک تحدیہ ہمارے ان بھیجا گیا تھا جس میں ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کارکنان کو سالانہ جلسہ مدرسین میں شامل ہو کر اسلامی و اہل ہند کے اتحاد اور اصلاح کے وسائل پر بحث کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ وہ کاغذ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ العزیز کی خدمت بابرکت میں جب پیش ہوا۔ تو ایک مجلس شوریٰ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ دو آدمی جو تعلیمی معاملات سے تعلق رکھتے ہوں اس موقعہ پر علی گڈہ جاویں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اس وفد کے لئے بہت موزوں ہوتے۔ لیکن جو تاریخیں (۳۱ اپریل و یکم مئی سنہ ۱۹۱۱ء) اس جلسہ کے لئے مقرر تھیں اُنہیں تاریخوں پر ایم اے صاحب موصوف کو

ایک مبارک تقریب

پر بھیرہ جانا تھا۔ ناظرین اخبار اس امر سے مطلع ہو چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا نکاح کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دختر نیک اختر سے قادیان میں اعلان کیا گیا تھا مگر اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف صاحبزادی کو رخصت کرنے کیواسطے طیار نہ تھے لہذا رخصتانہ لینے کے واسطے حضرت مولوی صاحب موصوف ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کی صبح کو بھیرہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس وقت جبکہ میں نے یہ مضمون لکھنا شروع کیا ہے (علی گڈہ یکم مئی سنہ ۱۹۱۱ء) میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے مکرم دوست اپنے حرم محترم کو ہمراہ لے کر دار الامان پہنچ چکے ہوں گے اور میں اُنہیں مخاطب کر کے دعا کرتا ہوں کہ بارک اللہ علیکما و جمع بینکما فی خیر - آمین۔

غرض ایم۔ اے صاحب نے بھیرہ جانا تھا اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ علی گڈہ جاویں مگر بعد میں خواجہ صاحب کو ایک ایسی مجبوری پیش آئی کہ وہ بھی اس وفد میں شامل ہو سکتے تھے اس واسطے حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اور عاجز راقم کو اس وفد میں شامل فرما کر شریک جلسہ مذکورہ ہونے کا حکم صادر فرمایا یہ سبب ہوا کہ ایڈیٹر علی گڈہ میں پہنچا۔

روانگی

بعد دعائے استخارہ اس سفر کے لئے اپنے مرشد و امام سے ہدایات حاصل کر کے توکلاً علی اللہ جمعرات کے دن قریب ۲ بجے ہم قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور طریق سنت کے مطابق مولوی صدر الدین صاحب کو اس سفر میں اپنا امیر وفد بنایا۔ بٹالہ کے اسٹیشن پر ہم ایسے وقت پہنچے کہ گاڑی اسٹیشن پر کھڑی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قادیان سے روانگی کے وقت ہم نے بہت چاہا کہ پھر ایک دفعہ حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ کر لیں اور آپ دعا کر لیں۔ مگر حضور بسبب علالت زنانہ مکان میں چلے گئے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں مناسب نہ جانا گیا کہ آپ کو اس ارادے کر تکلیف دی جاوے اور اس انتظار میں رہے کہ حضور خود ہی بستر راحت سے اٹھیں تو اطلاع کرائی جاوے لیکن ایسا موقعہ مل نہ سکا اور اسی انتظار میں آخری وقت پر اکّہ پر سوار ہونا پڑا۔ بٹالہ میں عین وقت پر پہنچنے کے سبب صرف امرتسر تک کے ٹکٹ خرید کئے گئے اور پھر امرتسر سے علی گڈہ کے ریٹرن ٹکٹ خرید کئے گئے۔

امرتسر ریلوے اسٹیشن

امرتسر کے اسٹیشن پر ہمیں قریباً ۴ گھنٹے ٹھہرنا پڑا اور گیارہ بجے وہاں سے بمبئی میل میں سوار ہوئے اس جگہ اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ چونکہ ہمیں وہاں ریٹرن ٹکٹ بنوانے تھے اس واسطے کئی دفعہ بکنگ آفس میں جانا پڑا ناظرین تعجب کریں گے کہ ٹکٹ بنوانے کے واسطے کئی دفعہ جانے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ امرتسر کا ٹکٹ گھر مطابق قواعد ریل ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ایک آدمی ٹکٹ دینے کے واسطے وہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ سو اس کا سبب یہ ہوا کہ جو بابو صاحب اس وقت (قریباً آٹھ بجے شام ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء) ڈیوٹی پر تھے ان سے ٹکٹ طلب کیا گیا تو کہنے لگے ذرا ہم اپنا پچھلا حساب دیکھ لیں۔ تھوڑی دیر میں آئے پھر گئے تو کہنے لگے ابھی اور تھوڑی دیر میں آئے پھر گئے تو کہنے لگے صاحب کیا کریں ہماری کتاب بالکل پھٹی ہوئی ہے علی گڈہ تک میلوں کی تعداد تلاش کرنا حساب بنانا اور ٹکٹ تیار کرنا بڑا مشکل کام ہے میری تو ابھی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ نئے بابو صاحب آتے ہیں ان کے پاس نئی کتاب ہے۔ بس وہ آپ کو فوراً ٹکٹ بنا دینگے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک انگریز صاحب بہادر بھی وہاں آ نکلے انہوں نے درجہ اول کا ٹکٹ آگرہ کا طلب کیا۔ اب اس کو بابو صاحب کیا جواب دیتے وہ ہماری طرح ان کا دیسی بھائی تو نہ تھا کہ ٹال دیتے لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے۔ معلوم نہیں کہ انہیں میلوں کی تعداد ملی یا نہ ملی لیکن صاحب بہادر کو ٹکٹ بنا کر دے دیا اتنے میں بابو صاحب کی ڈیوٹی ختم ہو گئی۔ اور وہ دوسر صاحب کو ۹ بجے کے قریب چارج دے کر چلتے ہوئے اور انہیں نے کتاب دیکھ کر ہمیں علی گڈہ کا ٹکٹ بنا دیا ابھی ہم ٹکٹ بنوا ہی رہے تھے۔ جو وہ پہلے صاحب بہادر آگرہ جانیوالے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کو ساتھ لے کر پھر آئے کہ بابو نے ہم سے رقم زیادہ لے لی ہے ہم تحقیقات کرانا چاہتے ہیں وہ پہلے بابو تو موجود نہ تھے۔ نئے بابو صاحب لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے

کچہ پتہ نہ دارد۔ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر صاحب ہی کھڑے اصرار کر رہے ہین کہ صاحب کی تشفی کرائی جاوے۔ صحیح حساب بنایا جاوے۔ کتنی ہی دیر بابو اوس کام مین مصروف رہے مگر کچھ پتہ نہ چلا کہ ٹکٹ بانیوالے نے کس حساب سے ٹکٹ بنایا ہے۔ تعجب ہے کہ امرتسر کے اسٹیشن کے بکنگ آفس مین ریلوے کرایہ کی ایک کتاب ہی درست حالت مین نہ مل سکی۔ یہ حال تو درجہ اول اور درمیانہ درجہ کے مسافرون کا ہے اور دوسرون کو ایسے بابو یونہی ٹرخا دیتے ہین کہ آگرہ کا ٹکٹ نہین ہے دہلی کا لے لو۔ سہارنپور کا لے لو اور مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ آپ کو ٹکٹ بنانے کی تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ امرتسر کے بڑے اسٹیشن ماسٹر صاحب کم از کم اتنی تکلیف تو اٹھائین گے۔ کہ ٹکٹ گھر مین کرایہ کی ایسی کتابین بہم پہونچا دین گے تو اچھی حالت مین ہون۔ اور بابو صاحبان کو مسافرون کو صرف اس بہانہ پر ٹال دینے کا موقعہ نہ رہے کہ صاحب کتاب پھٹی ہوئی ہے۔ میلون کا حساب کہان سے دیکھین جو ٹکٹ بنا دین۔

مکھہ ادھشٹاتا صاحب کے درشن

رات کو گیارہ بجے گاڑی مین امرتسر سے سوار ہوکر صبح ۹ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہان معلوم ہوا۔ کہ ہماری ٹرین لیٹ آئی ہے اور علی گڑھ جانے والی گاڑی اس کا انتظار کر کے چلی گئی اور اب شام تک کوئی اور گاڑی علی گڑھ نہین جاتی۔ اس واسطے بغیر کسی پہلے ارادے کے ہمین دن بھر دہلی مین ٹھہرنا پڑا۔ عاجز تو حضرت اقدس مرحوم و مغفور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمرکاب ۱۹۰۵ء کے آخر مین دہلی ایک دفعہ جا چکا تھا۔ لیکن میرے معزز رفقاء مولوی صدر الدین صاحب و مولوی شیر علی صاحب پہلے کبھی دہلی نہ آئے تھے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے مرحوم قطعہ زمین جہان شاہان ظاہر و باطن کی بہت سی روحین آرام فرما رہی ہین۔ اس بات کو گوارا نہ کیا کہ یہ معزز بزرگ اس طرح ان کے پاس سے گذر جاوین اور وہ دہلی جس کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخش چکے تھے اس کی کشش نے ان بزرگون کو دہلی مین ٹھہرا لیا اور عاجز راقم تو خود ان بزرگون کے ہمرکاب تھا۔ اکیلا کہان جاتا۔ اس واسطے تجویز ہوئی کہ شہر مین چل کر اپنے معزز دوست میر قاسم علی صاحب اڈیٹر اخبار الحق و مکھہ ادھشٹاتا دیانند مت کھنڈن سبھا دہلی کے پاس جائین۔ چنانچہ گاڑی سے کر ہم آپکے در دولت پر پہونچے جہان ایک بڑے لمبے چوڑے بورڈ پر موٹے حروف مین دیانندمت کھنڈن سبھا کے الفاظ لکھے تھے اور آپنے اس وقت بسبب خضاب کے مکھہ باندھے ہوئے کچھ ایسی ہی صورت بنائے بورڈ کے اوپر ایک کھڑکی سے سر نکالا کر ادھشٹاتا کے عجیب التلفظ عہدہ کی وجہ تسمیہ سے ناواقف آدمی شائد یہی سمجھے کہ اس موہنہ پر ڈھاٹھا سا باندھے ہوئے اس ہیئت کذائی کا نام ہی مکھہ ادھشٹاتا ہے۔

خیر۔ یہ تو اس عجیب قسم کے ہندی لفظ کے متعلق ہوا۔ ہمین دراصل اس امر سے سروکار نہین کہ میر صاحب کے عہدہ کا نام کیا ہے۔ قابل دید بات تو یہ ہے کہ وہ کام کیا کر رہے ہین نہ صرف ہندوستان بلکہ پنجاب کے مسلمانون نے بھی کئی جگہ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جس قوت اور ہمت اور پرزور دلائل کے ساتھ میر صاحب موصوف نے آریون کی تردید کی ہے وہ آریاؤن کا ہی دل جانتا ہوگا۔ ایسے زبردست لیکچر آپکے آریاؤن کے بالمقابل ہوئے ہین اور ایسے لاجواب رسالے آپ آریون کے واسطے تصنیف کئے ہین کہ آریہ صاحبان ان کے مقابلہ مین کہین ٹھہر نہین سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے۔

میر قاسم علی صاحب کی محنت

جن صاحبان نے میر صاحب کی کتاب دین الحق مطالعہ کی ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ میر صاحب کیسے محنتی ہین۔ حضرت صاحب کی کتابون کے پڑھنے اور ان مین سے احتیاط کے ساتھ آپکے مذہب کے متعلق مضامین کو ایک جگہ جمع کرنے مین اونھون نے کس قدر مشقت اٹھائی ہے جن صاحبان نے وہ کتاب نہین پڑھی اونہین چاہیئے کہ کتاب منگوا کر پڑھین جو مذکورہ بالا پتہ پر ان سے بقیمت ۱۲؍ مل سکتی ہے۔ لیکن اس مختصر ملاقات کے وقت مجھے میر صاحب کی چند اور محنتون کے ملاحظہ کرنے کا بھی موقعہ ملا ہے ایک تو اونہون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام ارشادات کو اول سے آخر تک جمع کر کے ایک فائل بک مین لگایا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن ایام مین اپنے سلسلہ کے کوئی اخبار وغیرہ نہ تھے۔ حضرت مرحوم کو اپنے پاکیزہ خیالات کی اشاعت مین اور دین اسلام کی تائید مین کس قدر محنت اٹھانی پڑتی تہی۔ وقتاً فوقتاً ایسے اشتہارات زر کثیر سے چھپوائے جاتے اور اپنے پاس سے ٹکٹ لگا کر مختلف شہرون اور ملکون مین تقسیم کئے جاتے۔ بلکہ ابتدا مین ان اشتہارون کے پیکٹ بنانے ٹکٹ لگانے اور پتے لکھنے کا کام بھی حضرت صاحب اپنے دست مبارک سے کرتے تھے۔

(اللّٰھُمَّ صل علیہ و علٰی آلہ و خلفائہ و ابعثہٗ مقاماً محموداً الذی وعدتہ۔)

دوسرا مخالفین سلسلہ احمدیہ کے اشتہارات کو ایک جگہ جمع کر کے میر صاحب موصوف نے ایک فائل طیار کیا ہے۔ ایسا ہی دہابیون اور بدعتیون کے درمیان جو جھگڑے تنازعے ہوتے رہے اور فریقین نے ایک دوسرے کے حالات پر دستکندہ چھاپے۔ وہ بھی سب ایک جدا فائل مین جمع ہین۔ ایسا ہی میر صاحب موصوف نے چند ایک کتابون کو تالیف کر کے ان کے مسودے طیار کر رکھے ہین جن پر ایک نظر ڈالنا ظاہر کر دیتا ہے کہ اونہون نے کس قدر محنت اٹھائی ہے۔ ہم دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ میر صاحب موصوف کو توفیق عطا کرے کہ وہ ان کتابون کو شائع کر سکین۔ آمین

مجھے اس امر کے ذکر کرنے کی ضرورت نہین کہ اس تھوڑے سے عرصہ مین انہون نے ہماری کس قدر خاطر داری کی۔ خلاصہ یہ کہ اُن کے ان ہم کوئی اجنبی یا مہمان نہ دکھائی دیتے تھے۔ بلکہ جیسا کوئی اپنے گھر مین ہوتا ہے۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تہا اس واسطے دہلی کے دیگر دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب و ماسٹر احمد حسین صاحب وغیرہ سے بھی وہین ملاقات حاصل ہو گئی۔ فالحمد للہ۔

اہلحدیث بدعتی ہو گئے

جناب میر صاحب موصوف نے جو فائل مقلدین اور غیر مقلدین کے اشتہارات و رسائل کا رکھا ہوا ہے۔ اس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے مجھے جو عجیب بات معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ وہی باتین جو مقلدین اہلحدیث کے مقابلہ مین کرتے تہے اور اہلحدیث دلائل عقلیہ و شرعیہ سے ان کا رد کرتے تھے وہی باتین اب اہلحدیث نے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ مین اختیار کر رکھی ہین۔ مثلاً مین نے ایک نہین بلکہ کئی ایک لمبے چوڑے اشتہار دیکھے جن مین یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حنفی لوگ جو اہلحدیث کو اپنی مساجد مین گھسنے نہین دیتے۔ تو یہ ایک بڑا بھاری گناہ اور ظلم صریح ہے اور آیت قرآنی من اظلم ممن منع مساجد اللہ کے ماتحت ظالم ہونے کی دفعہ حنفیون پر لگتی ہے اور اب وہی اہلحدیث کہلانے والے ہین کہ احمدی برادران کو اپنی مساجد مین گھسنے نہین دیتے (شاید سوائے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب کے جنہون نے فتویٰ دیا ہے کہ احمدیون کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے) اور اگر کوئی اتفاقاً چلا جاوے تو نہایت بدسلوکی سے پیش آتے ہین۔ ہم لوگ تو ان مساجد مین ہی جا کر نماز پڑھنے کے ہرگز تمنائی ن

نہیں - ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام زمین مسجد ہی ہے اور تقویٰ و خشیت کے ساتھ ہم جہاں کہیں بھی سجدہ کریں گے - وہ انشاء اللہ تعالیٰ مقبول ہوگا۔ بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو یہ حکم دے کر کہ ہم غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑہیں نہ صرف ہمیں امامت و اقتداء کے روحانی تعلق میں ان شخصوں کی متابعت روحانی سے بچالیا ہے - جنکی امامت اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتی - بلکہ چند پیسوں کی خاطر ہوتی ہے۔ بلکہ ایسا حکم دے کر آپ نے ان ناگوار نظاروں کے اعادہ سے اسلامی دنیا کو بچالیا ہے - جو کہ حنفیوں اور غیر مقلدوں کے درمیان مسجدوں کے جھگڑوں کے سبب ایسی خوفناک صورت اختیار کرتے تھے کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی امن قائم رکھنا مشکل ہو جاتا تھا - غیر مقلد صاحب ہیں کہ خواہ مخواہ حنفیوں کی مسجد میں گھسے جاتے ہیں اور باوجود ان کے روکنے کے ان کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑہنے کا حق حاصل کرنے کے واسطے مرنے مارنے کو طیار ہو رہے ہیں - ادھر حنفی صاحبان ہیں - کہ جہاں آمین بالجہر کی آواز کان میں پڑی - گویا ان کے واسطے جنگ شروع کرنے کا بگل بج گیا - کہاں کی نماز اور کہاں کا انقطاع الی اللہ فوراً لڑائی شروع ہو گئی - سر پھٹ گئے - خون بہنے لگے - تھانوں میں رپورٹیں لکھوائی گئیں - اور مقدمات شروع ہو گئے - الغرض ہم کو تو خدا تعالیٰ نے ان مشکلات سے محفوظ رکھا ہے مگر تعجب ہے کہ اہل حدیث خود کیوں بدعتی بن گئے اور دراصل تعجب کی کوئی بات نہیں ان کی یہ حالتیں اس واسطے ہوئیں کہ مسیح موعود کی آمد کی ضرورت کو پورے طور سے ظاہر کر دیں اور اب تو دن بدن وہ اور بھی تنزل کر رہے ہیں - مسجدوں سے روکنا تو ایک ظاہری معاملہ ہے ان کے تو ایمان بھی باوجود سمجھانے کے اپنے ٹھکانے پر قائم نہیں رہتے وہی لوگ

جو موحد کہلاتے تھے اب مشرک

بنتے جاتے ہیں ایک انسان کو صفات خدا دے کر صلیب پرستوں کی رات دن امداد کر رہے ہیں - یسوعی صاحبان نے اسلام کے برخلاف جو تیر چلانے کے واسطے تیار کئے ہیں انکو زہر آلود کرنے کا کام ان مسلمانوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے اور نہیں جانتے - کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے دین کے قلعہ کو مسمار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اس نسخہ کو بھی آزماؤ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرحوم و مغفور نے دہلی میں ایک صاحب سے جو مناظرہ کے واسطے تشریف لائے تھے - اور ممات و حیات حضرت عیسےٰ پر گفتگو کر رہے تھے - فرمایا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ کی زندگی کا نسخہ تو آزمالیا کہ آج تک اسلام کو اس نسخہ نے کس قدر ضرر پہونچایا ہے اور اسلامی قوم کی بیماری دن بدن ترقی پکڑ رہی ہے - صدیوں کا تجربہ بتلا رہا ہے - کہ یہ نسخہ مفید نہیں بلکہ مہلک ہے - کیونکہ دراصل اس کا رواج دینے والا کوئی عیسائی ہے جس نے ایسی بات اسلامی کتب میں ڈالی اور کسی مفسر نے ناواقفی سے اُسے قبول کر لیا - تو رفتہ رفتہ جاری ہو گیا - مگر اب ذرا کچھ مدت اس نسخہ کو بھی تو آزما کر دیکھو جو میں پیش کرتا ہوں - اگر ہم حضرت عیسےٰ کی وفات کو تسلیم کر لیں - تو ساری عیسائی دنیا کو ہم صرف اس ایک مسئلہ کے ذریعہ سے نیچا دکھلا سکتے ہیں اور دکھلا رہے ہیں - اب تو عیسےٰ کی وفات میں اسلام کی زندگی ہے -

حنفی وہابی ہو گئے اس فائل کے دیکھنے سے دوسرا نکتہ جو مجھے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ وہی حنفی صاحبان جو اہل حدیث کو بُرا کہتے تھے اور ان کے برخلاف کتابیں اور اشتہارات لکھتے تھے اور بڑا زور دیتے تھے کہ یہ لوگ کافر ہیں بے ایمان ہیں یہ ہیں وہ ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ کے **ولیوں** کو نہیں مانتے - بزرگان دین کے منکر ہیں - کرامت کی تکذیب کرتے ہیں اب ان حنفیوں کا یہ حال ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنا ایک ولی ان کے درمیان بھیجا - تو اہل حدیث سے بڑھ کر ان کی مخالفت میں کمر باندہی اور خود ہی وہابی بن گئے - غرض یہ عجیب زمانہ ہے کہ

موحد مشرک بن گئے ہیں
اہلحدیث بدعتی ہو گئے ہیں
حنفی وہابی بن گئے ہیں۔

ایک نشان کے سینکڑوں نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ انی مھین من اراد اھانتک میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے بہت کثرت سے پورا ہو رہا ہے اور ہر جگہ اس نشان کی صداقت کا اظہار ہو رہا ہے - مخدومی میر قاسم علی صاحب نے جو اشتہارات مخالفین سلسلہ احمدیہ دکھائے - ان میں ایک مرزا حیرت کا اشتہار بھی تھا - جس میں حضرت مرحوم مغفور کے واسطے **قید** کا لفظ استعمال کیا گیا تھا - سبحان اللہ! اُس وقت کسی کو کیا معلوم تھا - کہ یہ لفظ اُلٹ کر خود حیرت پر پڑے گا - چنانچہ دہلی میں بیٹھے ہوئے ہم نے یہ قصہ بھی سُنا کہ کس طرح حیرت صاحب کو قید کا حکم ہوا - اور بہ سبب عدالت بند ہونے کے ضمانت نہ ہو سکی - اور بہر حال رات بھر روتے دہوتے قید خانہ کی کوٹھڑی میں کاٹنی پڑی - کاش کہ اب بھی وہ سمجھیں اور گستاخیوں کے طریق کو چھوڑ کر ادب کی راہ اختیار کریں - کیونکہ خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے - اس نشان کے پورا ہونے کے حالات میں نے میرٹھ اور مظفر نگر میں بھی سُنے - مگر اس جگہ بہ سبب خوف طوالت سب کا تذکرہ نہیں کر سکتا۔

خدا کی طاقت سب سے بڑی ہے حضرت مرزا صاحب کے برخلاف مخالفین نے اس کثرت سے اشتہار اور رسالے اور کتابیں اردو چھاپیں اور کثرت سے شائع کیں کہ اگر یہ سلسلہ صرف انسانی ہوتا تو ایسے سخت اور بیشمار حملوں کے مقابلہ میں اس کا زندہ رہنا کسی صورت میں ممکن نہ تھا - مگر خدا تعالیٰ کی طاقت سب سے بڑی ہے - جب خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرما دیا تھا - کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا - پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا - لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا" سو احکم الحاکمین کے حکم کے مطابق وہ سچائی ظاہر ہو گئی - دشمن روتے پیٹتے چلاتے کُفر کے فتوے لگاتے شور مچاتے مر گئے اور خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور اس کی بنیادوں کو اپنے فضل سے مضبوط کر دیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک

علی گڈہ پہونچنا دہلی سے شام کے ۶ بجے روانہ ہو کر قریباً ۹ بجے رات کے ہم علی گڈہ کے اسٹیشن پر پہونچے - جہاں سفیر کانفرنس منشی مظفر حسین صاحب کالج کے چند والنٹیرز کے ساتھ مہمانوں کے استقبال کے واسطے موجود تھے - بہت خُلق سے ملے اور ایک گاڑی میں بٹھا کر کالج (اس مضمون میں ہر جگہ کالج سے مراد علی گڈہ ایم - اے او کالج ہے اور کانفرنس سے مراد آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ہے) کے مہمان خانہ میں لے گئے - اور ایک والنٹیر میاں عبد العزیز صاحب طالب علم جماعت نہم ہمارے ساتھ بیٹھے - گیسٹ ہوس میں ہم ہر سہ کو ایک الگ کمرہ دیا گیا - جس میں ہر قسم کا ضروری سامان مہیا تھا۔

پہلے دن کا کام پہلے دن صبح سویرے ہم نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن شریف میں ہنوز مصروف تھے - جب کہ کانفرنس کے اسسٹنٹ سکرٹری منشی ادریس احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے - ہمارے ہر طرح کے آرام کے متعلق

حالات دریافت کئے اور ہمارے نام اور پتے تحریر کر لئے ان کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمدؒ صاحب بیرسٹرایٹ لا نائب سکرٹری کانفرنس اور ایک سادہ و سنجیدہ وضع کے عالم مولوی طفیل احمدؒ صاحب جو آج کل بریلی میں سب رجسٹرار ہیں مہمانوں کی دیکھ بھال کرتے ہوئے ہمارے پاس ہی پہونچے۔ تھوڑی دیر تشریف فرما رہے۔ پھر چائے پی کر ہم اسٹریچی ہال میں پہونچے۔ جہاں دونوں دن جلسوں کا انعقاد ہوا۔ صاحبزادہ صاحب (اس رپورٹ میں صاحبزادہ صاحب سے مراد ہر جگہ صاحبزادہ آفتاب احمدؒ ہوگی) کی تحریک اور پرنسپل صاحب کالج کی تائید سے مولوی عبد القادر صاحب بیرسٹرایٹ لا صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ میرٹھ۔ بریلی۔ اٹاوہ۔ چھرہ۔ امرتسر۔ حیدرآباد سندہ وغیرہ مقامات کے اسلامی مدارس کے ناظمین یا کارکن اس جلسہ میں شامل ہونے کے واسطے تشریف فرما تھے۔ کالج کے اسٹاف اور طلبا کی ایک تعداد بھی کم و بیش سب جلسوں میں موجود رہی۔

پہلی تقریر

میرٹھ اسکول کے ایک نوجوان طالب علم علیم الدین نام نے جو کہ ایک خوش الحان قاری ہیں۔ قرآن شریف کی چند آیات پڑھیں اور ایک عربی نعت سنائی۔ پھر سب سے پہلے کالیجیٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک انگریزی مضمون پڑھا جس میں انہوں نے نہائت قابلیت کے ساتھ لنڈن کے مدرسوں کی زندگی کا ایک نمونہ پیش کیا۔ اور دکھایا کہ لنڈن میں بورڈنگ اسکولوں میں لڑکے کس طرح رہتے ہیں ان کے واسطے کیا کیا عمارتیں ہوتی ہیں۔ گرجا۔ غسل کا حوض۔ ورزش کا کمرہ۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ فٹ بال کے میدان۔ سکول ہال۔ سائنس روم۔ ڈرائنگ روم۔ جغرافیہ روم۔ لائبریری۔ میوزیم روم وغیرہ بہت سی عمارتیں شمار کیں۔ پھر ان کا دن بھر کا پروگرام سنایا بتلایا کھیلوں میں اُستاد شریک ہوتے ہیں جہاں بچوں کے دوست ہوتے ہیں مگر بے تکلف نہیں بنتے اور اس بات پر زور دیا کہ صرف ضابطہ کچھ شے نہیں۔ استادوں کو چاہیئے کہ اپنا نمونہ بچوں کو دکھائیں اور نتائج کو تعلیمی فیل پاس کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کس قدر صداقت۔ دیانتداری۔ راستبازی و دیگر شریفانہ اخلاق کے لڑکے طیار ہوئے ہیں۔

ضرورتِ مسجد

ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی اس تقریر میں مفید معلومات بہم پہونچائے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ ان کی تقریر میں جو امر سب سے زیادہ قابل غور مجھے معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ انھوں نے لنڈن کے مدارس میں سب سے پہلے عمارتوں کو شمار کیا اور عمارتوں میں سب سے اول گرجا کا نام لیا۔ لڑکوں کے روزانہ پروگرام میں سب سے پہلے گرجا کی حاضری کا ذکر کیا عیسائی دنیا میں عبادت کے اوقات بہت ہی کم ہیں۔ مگر انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مسلمانوں نے اس ضرورت کو تاحال پورے طور سے محسوس نہیں کیا کہ اسلامی طلبا کے کیرکٹر کی تکمیل کے واسطے مسجد کی عمارت سب سے اول ضروری ہے۔ ایم۔ اے او کالج کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار مسجد دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ جس کے ایک حصہ پر ہنوز عمارت کا کام شروع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ان مدرسہ و بورڈنگ تعلیم الاسلام قادیان کی وسیع زمین پر سب سے اول جس عمارت کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی ہے وہ مسجد ہی ہے اور قادیان کی مساجد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے نمازی ہی شامل جماعت ہوتے ہیں۔ جن کے دل آستانۂ علیہ پر رقت و خشوع کے ساتھ پگھلے چلے جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم خدا انہیں دیکھ رہا ہے۔ مسجد اسلامی زندگی کا ایک نہائت ہی ضروری جزو ہے۔ حضرت اقدس مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ہر جگہ اپنی مساجد بنانے کی کوشش کریں جہاں خدا کی عبادت کا گھر بنایا جاتا ہے وہاں برکات الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور سلسلہ حقہ کی بنیاد مستحکم ہو جاتی ہے۔ قدیم اسلامی شاندار عمارتوں کے جسقدر آثار دنیا میں موجود ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی بادشاہ مسجد کی ضرورت کو کیسا محسوس کرتے تھے۔

۳۰- اپریل کی کارروائی

اتحاد کا رزولیوشن

اس کے بعد ٹیچرز کانفرنس کے رزولیوشن پیش ہونے شروع ہوئے سب سے پہلا رزولیوشن یہ تھا کہ ہندوستان کے مختلف اسلامی مدارس میں اتحاد کس طرح قائم ہو۔ اس پر مختلف صاحبان نے اپنے اپنے مشورے دینے شروع کئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کی فہرست بنائی جاوے ان کی رپورٹیں منگوائی جاویں۔ ایک انسپکٹر مقرر کیا جاوے ایک نصاب دینی مقرر کیا جاوے۔ امتحانوں کی نگرانی ہو۔ تعطیلیں ایک طرز پر ہوا کریں۔ سب سالانہ جلسہ میں شامل ہوا کریں۔ سفیر کانفرنس پھرا کریں۔ ایک میگزین ہو۔ مولوی صدر دین صاحب نے اس کے متعلق اپنی تقریر میں دو تجویزیں پیش کیں ایک یہ ہے کہ تمام اسلامی مدارس کو اپنا ایک ہی مقصد مقرر کرنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ دوسرا یہ کہ تمام صوبہائے ہند میں اس کام کے واسطے پراونشل کمیٹیاں بنائی جاویں۔ ان تجاویز میں سے بعض کو سردست ناممکن الحصول بیان کیا گیا۔ جیسا کہ انسپکٹر کا تقرر یا نصاب کا بنانا اور یہی فیصلہ ہوا کہ حتے الوسع ان مشوروں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جاوے۔

تعلیم کیسی ہو

اس کے بعد دوسرا رزولیوشن یہ تھا کہ سرکاری مدارس کی موجودہ سادہ تعلیم کافی ہے اس امر پر اصرار کیا جاوے کہ تعلیم اگرچہ کم لوگوں کو دی جاوے۔ مگر نوعیت کے اعتبار سے عمدہ ہو اور اس کے ساتھ تربیت کا انتظام ہو۔ اس پر بہت سی تقریریں ہوئیں۔ بعض صاحبان نے نہائت پرجوش اور پر درد الفاظ میں اسلامی طلبا کی اس قابل رحم حالت کو بیان کیا کہ جو سرکاری مدارس میں آریہ ہیڈ ماسٹروں اور ٹیچروں کے ماتحت ہو رہی ہے اور اپنے اسلامی مدارس کی ضرورت کو بیان کیا بعض دوستوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ سرکاری مدارس کے اعلےٰ انتظام اور عمدہ اسٹاف کو ہم کیوں چھوڑیں۔ ضرور ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ عاجز راقم نے بھی اس کے متعلق ایک تقریر کی اور آیت قرآنی متعلق معلم اول حضرت خاتم النبین یعلمھم ویزکیھم کو پیش کر کے بیان کیا کہ تعلیم اور تزکیہ ہر دو کی ضرورت ہے اور ہمیں ایسے مدارس بنانے ضروری ہیں۔ جن میں تعلیم کے ساتھ تربیت ضرور ہو لیکن جہاں کہیں ایسے مدارس سردست نہیں بن سکتے۔ وہاں سرکاری مدارس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور ہم کو ہر دو کی ضرورت ہے۔ سرکاری مدارس کی بھی اور اپنے مدارس کی۔ چنانچہ اسی کے مطابق رزولیوشن پاس ہوا۔

فنڈ

تیسرا رزولیوشن اس امر کے متعلق تھا کہ مقامی مدارس کے واسطے فنڈ کس طرح مہیا ہوں اس پر مختصر سی تقریریں ہوئیں اور پریزیڈنٹ جلسہ مسٹر عبد القادر صاحب نے آخری ریمارکس میں خوب فرمایا کہ اس ریزولیوشن میں زر سے طلبی سخن درین است والا معاملہ تھا اس واسطے تقریریں بھی مختصر ہوئیں۔ اور جلدی ختم ہو گئیں۔ مختلف صاحبان نے مفصلہ ذیل تجویزیں فنڈ جمع کرنے کی بیان فرمائیں۔ مد زکوٰۃ۔ مد صدقات۔ صدقہ فطر۔ شادی کے وقت وصولی۔ آٹا فنڈ۔ کہال قربانی۔ طبقہ صوفیا سے امداد۔ طبقہ علما سے امداد۔ صاحبان اوقاف سے حصہ ایسے ایجنٹ مقرر کرنا جن کو وصولی چندہ پر کمیشن دیا جاوے۔ محلہ کے چودھریوں کو ساتھ ملانا۔ ایک صاحب رشید الدین نام نے یہ تجویز پیش کی کہ قوم کے نوجوان اپنی زندگیاں اسلامی اسکولوں میں وقف کر دیں۔ یہ تجویز فی الواقعہ بہت عمدہ ہے اور اس کے نمونے تاحال بہت کم ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ سولھواں
رکوع ۷
سورہ مریم رکوع ۴
(گزشتہ سے پیوستہ)

کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ اس وقت کے وہ نازل ہی نہیں ہوئے تھے۔

ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مضامین کو اپنی کتب میں لکھتے تھے۔

آیت ۴ - صادق الوعد - یہاں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں آپ یہاں ٹھہرو۔ آپ نے کہا اچھا۔ ایک سال تک ٹھہرے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

آیت ۵ - کان یامر اھلہ - ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ واصطبر علیہا مطلب یہ ہے کہ تم قسم پھر ان میں کہتا ہی چلا جا۔

آیت ۶ - ادریس - آپ کا دوسرا نام اخنوک ہے۔ حضرت نوح سے پہلے ہوئے تھے۔ یہود کے پیشینگوں میں باب میں ان کا ذکر ہے۔

رفعناہ مکانا علیا - ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

آیت ۱۰ - سجدا - فرمانبرداری کے لئے گر پڑتے۔

ایک عجیب کہانی حضرت ادریس کے متعلق لکھی ہے کہ ملک الموت کو کہا کہ جان نکال کر دکھا چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں۔

آیت ۹ - خلف - ل کے سکون کے ساتھ گندے پیچھے آنیوالے۔ خلف - ل کی فتح کے ساتھ - نیک لوگ پیچھے آنے والے۔

غیّ - جہنم کا نام ہے۔

آیت ۱۱ - مأتیا - آنے والا۔

آیت ۱۳ - جنۃ - اس میں ایک پیشگوئی ہے۔ کہ ارض مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے

آیت ۱۴ - نتنزل - اس کا فاعل - ۱ - مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا ۲ جبرائیل یا مراد مسلمانوں کا نزول ہے اس ملک میں۔

آیت ۱۵ - اصطبر - عبادت پر استقلال کرو۔

سمیا - ہمنام - ولد۔

۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع نمبر ۸

(سورہ مریم رکوع ۵)

آیت ۱ - الانسان - وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے بعض انسان اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مرکر جی اُٹھنے کا خیال ان میں بہت کمزور ہے۔

آیت ۲ - اولا یذکر - لسوف اخرج کے جواب میں ہے کہ پہلے بھی تم لم یکن شیئا مذکورا ہی تھے۔

آیت ۳ - فو ربک - رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا پھر نیست کرکے وجود میں لاسکتا ہے ربوبیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ جو ناقص کیا ہے وہ کامل ہو اور جو کامل ہوگیا وہ ترقی کرے۔

حول جہنم - اس سے ہی ثابت ہے کہ الانسان سے مراد وہی انسان ہیں جو منکران قیامت و خدا ہیں دنیا میں ہی کوئی برکا تشکی نہیں دیکھ گیا۔ گویا یہاں ہی یہ گروہ حول جہنم ہی ہے۔

آیت ۴ - عتیا - متمرد - سرکش - احکام نہ ماننے والے۔

آیت ۵ - وان منکم الا واردھا - منکم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں - **ءاذا مامت الخ** یہ مطلب ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے بلکہ صرف کفار جائیں گے جیسا کہ اور جگہ فرمایا ہے۔

یوم نحشر المتقین الی الرحمان وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا - یہاں تمیز کردی۔ پھر فرمایا - ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون - الخ یعنی متقی تو دوزخ کی بھنبھناہٹ تک نہیں سنیں گے۔ ان منکم سے یہ مراد ہے کہ اے منکران قیامت تم سب دوزخ میں جاؤ گے ثم ننجی سے یہ مطلب ہے کہ پھر ہم میں ایک اور بات بتائیں وہ یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔

آیت ۶ - حتما مقضیا - لازمی اور واجب ہو چکا۔

آیت ۹ - اثاثا - گھر کا اسباب۔

آیت ۱۴ - سنکتب - ہم محفوظ رکھیں گے۔

۲۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۹)

سورہ مریم رکوع ۶

تمہید کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے۔ کچھ ناک کے ذریعے۔ کچھ لمس کے ذریعے۔

لیکن ایک علم ان حواس خمسہ کے علاوہ کسی ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ مگر حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں رہ جاتے ہیں انبیاء نے ایسے حواس پائے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔ شیاطین ان باتوں کو نہیں مانتے۔ اور دوسروں کو بھی اس پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

آیت ۱ - الم تر - کیا تم یہ بھی جانتے ہو۔

تؤزھم - اُکساتے - اُبھارتے - اغراء

علی الکافرین - پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے - پھر شیطان اس پر آتا ہے -

آیت ۴ - وفداً - جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایلچی آتے ہیں -

آیت ۵ - من اتخذ عند الرحمن عهداً - دوسرے مقام پر فرماتا ہے - کہ ۲۵ پارہ سورہ زخرف اخیر رکوع میں ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون - یعنے وہ شفیع ہوگا - جو آجکل حق کی گواہی دے رہا ہے اور اسے سب جانتے ہیں یعنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

آیت ۷ - إدّاً - پنجابی لفظ اِدّا غالباً اسی سے نکلا ہے -

آیت ۸ - تکاد السموات - یہ پیشگوئی ہے - اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے -

هدّا سخت - آسمان سے وہ عذاب جو نازل ہو -

آیت ۱۰ - ما ینبغی - یہ بات صفت رحیمیت کے مخالف ہے - کہ اس کا کوئی ولد ہو -

آیت ۱۴ - ودّاً - ہم نے دیکھا ہے - کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں - تو اللہ بہتر سے بہتر دوست دیتا ہے -

آیت ۱۶ - رکزاً - پاؤں کی آواز - صوت الرجل -

یہان سورۂ مریم کے نوٹ ختم ہوگئے

آغاز سورۂ طٰہٰ رکوع اول

پارہ سولھوان رکوع نمبر ۱۰

۲۳ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

تمہید مومن کے لئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھکر کوئی چیز نہیں - صحابہ کرام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے - اس حالت میں ان کو حضرت موسیٰ کا بیان سنایا جاتا ہے - کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے - اور آخر کار مظفر و منصور ہوئے - اس رکوع میں واعظ کے سہارے کا ذکر ہے -

آیت ۱ - طٰہٰ - جن کو کسی کام کی دھن لگی ہوئی کہ ضرور ہو جائے اور اس میں وہ کامیاب ہو - ناکامیاب ہو - تو تہ کہتے ہیں -

آیت ۲ لتشقی - تو اور (تیرے ساتھی ناکام رہیں ایسا نہ ہوگا -

آیت ۳ - تذکرة - یاد دلانے والا نصیحت - جو کچھ فطرت میں ہے - اسے یاد دلاتا -

آیت ۵ - علی العرش استوی - وہ اپنے تخت سلطنت پر بے عیب ہوکر قائم ہے -

آیت ۷ - ستر وہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اخفیٰ وہ ہے جو آیندہ حالت میں انسان کے ارادے ہوسکتے ہیں اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں -

آیت ۹ - حدیث - شریعت -

آیت ۱۰ - او اجد علی النار هدی - اس آگ پر جو لوگ ہیں شاید وہ میری راہنمائی کریں -

جب ہم پرانی تاریخ دیکھتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے - کہ جب کبھی کسی کو مقابلہ کرنا منظور ہوتا - تو وہ مہمانی کرتا ہے اور اپنے دوستوں کو مدعو کرکے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا ہے - دوسرا طریق یہ ہے - کہ پہاڑیوں پر بہت سی آگ جلا دیتے - ع

سیاں دو کس جنگ چون آتش است

پھر بات بڑی تو بارود وغیرہ میں بھی آگ ہی ہے - پھر رسولوں کے اعدا کے لئے جہنم آگ ہی ہے - حضرت موسےٰ کو ایک تجلی ہوئی - جس کا یہ منے تھا - کہ تم کو اور تمہاری قوم کو کچھ لڑائیاں پیش آئینگی - اور یہ قصہ نبی کریم کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا -

آیت ۱۲ - اخلع نعلیک - بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اُتار دو - اگر جوتی پاک ہی ہو تی ہے - اس کا جواب دیا ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی - یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی -

معبر نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی - نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں - کہ اس وقت آپ سے ہمکلامی ہوتی ہے - گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آجاؤ - چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی انسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع النعلین لکھی گئی ہے -

آیت ۱۵ - اکاد اخفیها - ایک پادری نے اخفی کے معنے چھپانے کے سے کر کے ایک مولوی پر اعتراض کیا ہوا تھا - میں بھی وہاں پہونچا - میں نے یہ ترجمہ کیا - قریب ہے وہ زمانہ ہے - کہ اس کے خفاء کو ہم دور کردیں - خفی کے معنے چھپنے کے ہیں - اخفیٰ کے معنے خفا دور کرنے کے ہیں (باب افعال سے بمعنے سلب آتا)

آیت ۱۳ - جیسا انفی البادی لمعاً - حضرت موسےٰ کو جب علم حاصل ہوا کہ لڑائی ہوگی - تو اس کی فکر پڑی - خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کی راہ بتاتا ہے -

آیت ۱۸ - قال هی عصای - محبوب سے بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے تطویل کی -

آیت ۱۹ - القها یا موسیٰ - یہ سب کشفی واقعہ ہے - گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالےٰ تمہیں ایک جماعت دے گا - جو تیری دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی - وہ ایسی مطیع ہوگی - جیسے تیری لاٹھی اور وہ ایسی خونخوار ہوگی جیسے یہ سانپ -

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپکے قریہ کو تاکل القری فرمایا -

آیت ۲۲ - واضمم یدک - حضرت موسیٰ کو فرماتا اور نبی کریم کو سمجھاتا ہے - کہ تیری بغل میں ہی ایک کتاب ہوگی - جو بالکل بے عیب اور نور مبین ہوگی -

آیت ۲۴ - طغیٰ - حد سے بڑھ گیا -

۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھوان رکوع نمبر ۱۱

سورہ طٰہٰ رکوع ۲

رب اشرح لی صدری - شرح صدر یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کے لئے دل طیار ہو جاوے - جسکو انشراح صدر ہوتا ہے - اسے (۲) اللہ پر ایمان ہوتا ہے

(۲) ذکر الٰہی کرتا ہے۔ (۳) بہادر ہوتا ہے (۴) آنکھ۔ زبان۔ اعضاء کسی امر لغو کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (۵) اللہ کی طرف جھکا رہتا ہے (۶) مخلوق سے احسان کرتا ہے۔ (۷) دانا ہوتا ہے (۸) عجز اور کسل کا اس میں نام نہیں ہوتا۔ (۹) متوکل علے اللہ ہوتا ہے (۱۰) سعی والا ہوتا ہے مومن کو چاہیئے۔ کہ ہدایت کا علم سیکھے اور سکھائے (ب) شبہات کو دلائل و دعا اور تدبیر سے دور کرے۔ (ج) خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔ (د) زبان۔ جان۔ مال سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

واحلل عقدۃً من لسانی۔ عقدۃ اللسان کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

ونذکرک کثیرا۔ تجھے ہمیشہ مصفا بناتے رہیں۔

قولا لینا۔ کیونکہ اس کو بادشاہ ہی ہم نے ہی بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری قوانین کا لحاظ رکھو۔

بآیتی۔ اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے کہ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔ سلامتی کا نزول اسی پر ہے۔ جو ہدایت کی اتباع ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور منہ پھیرا آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثابت ہو گیا کہ ہدایت پر کون ہے۔

۲۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۲

(سورہ طٰہٰ رکوع ۳)

منہا خلقنکم۔ اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا۔ کیونکہ اس سے پہلے منہا خلقنکم ہی فرمایا ایک اور جگہ فرمایا۔ ولکم فی الارض مستقر۔

یہ ایک بحث ہے۔ کہ انسان جب مر جاتا ہے۔ تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہوگا۔ بعض کی نسبت عرش کی قندیلوں میں ہونا لکھا ہے۔

قبر اس مکان کا نام ہے۔ جہاں یہ نفس بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔

ثم اماتہ فاقبرہ۔ آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کونسی قبر ہے جہاں میت کو حسب اعمال آرام یا دکھ پہونچتا ہے۔

پس اس قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو سانپ کاٹنے والے اور آگ نظر نہیں آتی وغیرہ حل ہو جاتے ہیں۔

فکذب۔ تکذیب رسل بڑا بھاری جرم ہے۔ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افترٰی علے اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ۔

وابیٰ۔ انکار بہت سے خطرناک جرموں کی اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ استکبر و ابیٰ۔ انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو انکار پر کمر باندھتا ہے۔

لتخرجنا من ارضنا۔ یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزام بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰ کے خلاف بھڑکا دیا۔

مکانا سوًی۔ وہ مکان میرے اور آپ کے لئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری وجاہت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات۔ مسلمانوں کو مباحثات میں ایسی باتوں کا خیال چاہیئے۔ مگر افسوس کہ وہ بہت تنگدل ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی تھی۔

وان یحشر الناس ضحیً۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ کو ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحی کے وقت فتح کیا اور مکہ کی نسبت سوآء للعاکفین۔ آچکا ہے یہ قصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

کیدہٗ۔ ہر قسم کی تدابیر جو وہ اپنی عقلمندی سے کر سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مانگو۔ وہاں تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم خندق کھودیں گے۔

دینکم المثلی۔ یعنی ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تلا ہے۔

امنا برب ہارون۔ فرعون نے کہا ہے۔ یہ لوگ ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اہانتسعیٰ۔ حبال وعصی کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال پڑاتی ہیں کہ وہ مظفر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔

فاوجس فی نفسہ خیفۃ۔ یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دین حق سے محروم رہ جاویں گے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ آیا ہے۔ وہاں بھی یہی معنے ہیں۔ کیونکہ آگے الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔ فرمایا۔ قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں۔

وجدک ضالا بھی فرمایا اور ماضل صاحبکم بھی آیا ہے اور انک لا تہدی بھی فرمایا اور انک لتھدی بھی۔

فی یمینک۔ یعنی ہم نے تجھ کو جو کچھ راستبازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے اس سے کام لے کر ان تمام حیلے حوالوں کو باطل کر دو۔

انہ لکبیرکم۔ یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پر ندامت مٹانے کے لئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل کو باطل قرار دے لیتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے۔ اس کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں ہو سکتی۔

فاقض ما انت قاض۔ مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ حالت کفر میں تو کہتے ہیں ائن لنا اجرا ان کنا نحن الغالبین۔ گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی و سحر سازی کا مول چند پیسے سمجھتے ہیں اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلے درجہ کا انعام سمجھتے ہیں۔ یا اب حالت ایمان میں یہ حال ہے۔ کہ کس جرأت سے کہتے ہیں۔ فاقض ما انت قاض انما تقضی ہذہ الحیٰوۃ الدنیا۔

مجرما۔ قطع تعلق کرنے والے۔

مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ طٰہٰ رکوع ۴ سیپارہ ۱۶ رکوع نمبر ۱۴)

اس رکوع میں قصہ تو موسےٰ کا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور آپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس لئے فرمایا۔ لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔

ان اسر بعبادی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ حکم ہونا تھا۔ چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرما دیا۔ اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فی البحر۔ بحر عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں۔ کلمۃ بحلا د معہما۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ دو محاورے مدینہ کے اسوقت یاد آگئے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریم کی کچھ مخالفت کی۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اس بحر کے لوگ اتفاق کر چکے تھے کہ اس کو بادشاہ بنا دیں۔ آپکے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

مکہ و مدینہ میں جو وسیع میدان تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

یبسا۔ موسےٰ جس رستہ سے گئے تھے۔ وہ خشک تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔

فاتبعہم فرعون بجنودہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بھی لوگ آپکے پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کے لئے ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کئے۔

ما غشیہم۔ جیسے فرعونیوں پر بلا آئی ویسے ہی مشرکان مکہ پر بھی آئی۔

اضل فرعون۔ وہاں فرعون تھا اور یہاں ابوجہل۔

المن۔ بے محنت رزق۔

السلویٰ۔ تسلی کی چیزیں۔ شہد۔ بعض بٹیر کو کہتے ہیں۔

وما اعجلک۔ اس موقعہ کا ذکر ہے۔ جب موسےٰ طور پر گئے تھے۔ ہمارے نبی کریمؐ بھی دنیا سے جلدی چل دیئے۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخر وہیں حاضر ہونے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے۔

افلا یرون الا یرجع۔ یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اللہ تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو۔ تو وہ جواب دے۔

۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ سولھواں رکوع ۱۴

سورہ طٰہٰ رکوع ۴

فتنتم بہٖ۔ بُرے بھلے کی تمیز کرنے کے لئے یہ ایک ابتلاء آیا ہے۔

حتی یرجع الینا موسیٰ۔ ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰ بھی۔ مگر ہارون کے سامنے انہوں نے بُت پرستی کی۔ رُعب ایک الٰہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کا خوف تو ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جمے رہیں گے۔ مگر ہارون کو تو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی بریت ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت علی کی نسبت بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسے ہارون کے ساتھ بچھڑے کا معاملہ تھا۔ ایسا ہی حضرت عثمان کے قتل میں حضرت علی کو شریک گردانا گیا۔ مگر آپکا دامن بالکل پاک تھا۔

ان آیات سے مجھے حضرت علی کی بریت اور حضرت عثمان کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے۔

ان تقول فرقت۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت علی پر تفرقہ کا الزام غلط ہے۔ اور آپکی تحکیم و تسلیم کی تو انہی آیات کی ماتحت۔

یا ابنؤم۔ بہ نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبت و راحت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اس سے منسوب کیا۔ تا رحمت کی طرف جھکیں۔

السامری۔ سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بصرت بما لم یبصروا۔ یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فقبضت قبضۃ ... یعنی میں نے اے رسول (موسےٰ) تیری تعلیم توحید سے کچھ لیا تھا

الیٰ سولت لی نفسی ... اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی

جبرئیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی سے کر بچھڑہ بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

لا مساس۔ یہ سزا دی ہے۔ کہ جب تو رستے میں چلے۔ تو پوش پوش کہتا جا۔ نیز یہ جھوٹی کہانی ہے کہ جو اسے چھوتا اسے تپ محرقہ بخار ہو جاتا۔

کذلک نقص۔ پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ اسلام میں بھی ایک ہارون ہوگا۔ اس وقت قوم فتنہ میں پڑے گی۔ ایک سامری ہوگا۔

عبد اللہ بن سبا یمن کا رہنے والا یہودی۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس نے از راہ شرارت (ظاہراً) اسلام کیا۔ بصرہ کوفہ میں گیا اور عثمان کے مطاعن یاد کرلئے شام تک گیا۔ حضرت معاویہ نے اسے مدینہ میں فہمائش کر دیا۔ چیلے حوالے کرکے چھوڑا۔ تو مصر میں گیا۔ وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمان کے عزل پر لوگوں کو بہکایا۔ مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہوگا۔

عشراً۔ ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔ یہ ایک خاص قوم کی نسبت پیشگوئی ہے۔

الا یوماً۔ یوم ہزار برس کا ہوتا ہے۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

سفر علی گڈہ

حمد الٰہی

حمد و ثنا اُسی کو جو ذاتِ جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی (دُرثمین)

حمد و شکر ہے اُس علیم و خبیر کے لئے جس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب محمد عربی علیہ الف الف صلوۃ و سلام کے مقدس و مطہر وجود کے طفیل ہمیں ہدایت نامہ فرقان کا خزانۂ غیر محدود عطا فرمایا جس میں اس فخر موجودات سرچشمۂ علم و ہدیٰ کو رب زدنی علماً کی دُعا سکھلا کر علم کی قدر و منزلت کا مرتبہ تبلایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
احمد آخر زمان کز نور او — شد دل مردم زخور تاباں ترے
سالکان رانیست غیر از وے امام — رہروان رانیست جز وے رہبرے
آں خداوندش بداد آں شرع و دیں — کاں نہ گردد تا ابد متغیرے
تافت اول بر دیار تازیاں — تازیانش را شود دزماں گرے
بعد زاں آں نور دین و شرع پاک — شد محیط عالمے چون چنبرے (دُرثمین)

مقصد سفر

اب بعد مندرجہ بالا پیشانی کو پڑھ کر ناظرین کے دل میں یہ سوال پیدا ہو گا۔ کہ ایڈیٹر علی گڈہ کہاں جا پہنچا کس مطلب کے واسطے اور کیوں؟ اس لئے سب سے اول میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔ کہ اپریل کے شروع میں علی گڈہ کی تعلیمی کانفرنس کی طرف سے ایک کاغذ ہمارے ہاں بھیجا گیا تھا۔ جس میں ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کارکنان کو سالانہ جلسہ مدرسین میں شامل ہو کر اسلامی مدارس ہند کے اتحاد اور اصلاح کے وسائل پر بحث کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ وہ کاغذ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ العزیز کی خدمت بابرکت میں جب پیش ہوا۔ تو ایک مجلس شوریٰ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ دو آدمی جو تعلیمی معاملات سے تعلق رکھتے ہوں اس موقعہ پر علی گڈہ جاویں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اس وفد کے لئے بہت موزوں ہوتے۔ لیکن جو تاریخیں (۳۱ اپریل و یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء) اس جلسہ کے لئے مقرر تھیں انہیں تاریخوں پر ایم اے صاحب موصوف کو

ایک مبارک تقریب

بھیرہ جانا تھا۔ ناظرین اخبار اس امر سے مطلع ہو چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا نکاح کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دختر نیک اختر سے قادیان میں اعلان کیا گیا تھا مگر اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف صاحبزادی کو رخصت کرنے کیواسطے طیار نہ تھے لہذا رخصتانہ لینے کے واسطے حضرت مولوی صاحب موصوف ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس وقت جبکہ میں نے یہ مضمون لکھنا شروع کیا ہو۔ (علی گڈہ یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء) میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے مکرم دوست اپنے حرم محترم کو ہمراہ لے کر داخل دارالامان ہو چکے ہوں گے اور میں اُنہیں مخاطب کر کے دُعا کرتا ہوں کہ بارک اللہ علیکما و جمع بینکما فی خیر۔ آمین۔

غرض ایم۔ اے صاحب نے بھیرہ جانا تھا اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ علی گڈہ جاویں مگر بعد میں خواجہ صاحب کو ایک ایسی مجبوری پیش آئی کہ وہ بھی اس وفد میں شامل نہ ہو سکتے تھے اس واسطے حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے اور عاجز راقم کو اس وفد میں شامل فرما کر شریک جلسہ مذکورہ ہونے کا حکم صادر فرمایا یہ سبب ہوا کہ ایڈیٹر علی گڈہ میں پہونچا۔

روانگی

بعد دعائے استخارہ اس سفر کے لئے اپنے مرشد و امیر سے ہدایات حاصل کر کے توکلاً علے اللہ جمعرات کے دن قریب ۳ بجے ہم قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور طریق سنت کے مطابق مولوی صدر الدین صاحب کو اس سفر میں اپنا امیر وفد بنایا۔ بٹالہ کے اسٹیشن پر ہم ایسے وقت پہونچے کہ گاڑی اسٹیشن پر کھڑی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قادیان سے روانگی کے وقت ہم نے بہت چاہا کہ پھر ایک دفعہ حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ کریں اور آپ سے دُعا کرالیں۔ مگر حضور بہ سبب علالت زنانہ مکان میں چلے گئے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں۔ مناسب نہ جانا گیا کہ آپ کو آواز دے کر تکلیف دی جاوے اور اس انتظار میں رہے کہ حضور خود ہی بستر راحت سے اُٹھیں۔ تو اطلاع کرائی جاوے لیکن ایسا موقعہ مل نہ سکا اور اسی انتظار میں آخری وقت پر اکہ پر سوار ہونا پڑا۔ بٹالہ میں عین وقت پر پہونچنے کے سبب صرف امرتسر تک کے ٹکٹ خرید کئے گئے اور پھر امرتسر سے علی گڈہ کے ریٹرن ٹکٹ خرید کئے گئے۔

امرتسر ریلوے اسٹیشن

امرتسر کے اسٹیشن پر ہمیں قریباً ۴ گھنٹے ٹھہرنا پڑا اور گیارہ بجے وہاں سے بمبی میل میں سوار ہوئے اس جگہ اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ چونکہ ہمیں وہاں ریٹرن ٹکٹ بنوانے تھے اس واسطے کئی دفعہ بکنگ آفس میں جانا پڑا ناظرین تعجب کریں گے کہ ٹکٹ بنوانے کے واسطے کئی دفعہ جانے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ امرتسر کا ٹکٹ گھر مطابق قواعد ریل ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ایک آدمی ٹکٹ دینے کے واسطے وہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ سو اس کا سبب یہ ہوا کہ جو بابو صاحب اس وقت (قریباً آٹھ بجے شام ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء) ڈیوٹی پر تھے ان سے ٹکٹ طلب کیا گیا تو کہنے لگے ذرا ہم اپنا پچھلا حساب دیکھ لیں۔ تھوڑی دیر میں آئے پھر گئے تو کہنے لگے ابھی اور تھوڑی دیر میں آئے پھر گئے تو کہنے لگے صاحب کیا کریں ہماری کتاب بالکل چھٹی ہوئی ہے علی گڈہ تک میلوں کی تعداد تلاش کرنا حساب بنانا اور ٹکٹ تیار کرنا بڑا مشکل کام ہے میری تو ابھی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ نئے بابو صاحب آتے ہیں ان کے پاس نئی کتاب ہے۔ بس وہ آپ کو فوراً ٹکٹ بنا دینگے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک انگریز صاحب بہادر بھی وہاں آنکلے اونہوں نے درجہ اول کا ٹکٹ آگرے کا طلب کیا۔ اب اس کو بابو صاحب کیا جواب دیتے وہ ہماری طرح ان کا دیسی بھائی تو نہ تھا کہ ٹال دیتے لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے۔ معلوم نہیں کہ انہیں میلوں کی تعداد ملی یا نہ ملی لیکن صاحب بہادر کو ٹکٹ بنا کر دے دیا اتنے میں بابو صاحب کی ڈیوٹی ختم ہوگئی تھی اور وہ دوسرے صاحب کو ۹ بجے کے قریب چارج دے کر چلتے ہوئے اور انہیں نے کتاب دیکھ کر ہمیں علی گڈہ کا ٹکٹ بنا دیا ابھی ہم ٹکٹ بنوا ہی رہے تھے۔ جو وہ پہلے صاحب بہادر آگرہ جانیوالے اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کو ساتھ لے کر پھر آئے کہ بابو نے ہم سے رقم زیادہ لی ہے ہم تحقیقات کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے بابو تو موجود نہ تھے۔ نئے بابو صاحب لگے اسی پھٹی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کرنے

مگر پتہ نہ دارد۔ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر صاحب ہی کھڑے اصرار کر رہے ہیں کہ صاحب کی تشفی کرائی جائے۔ صحیح حساب بنایا جاوے۔ کتنی ہی دیر بابو اور وہ اس کام میں مصروف رہے مگر کچھ پتہ نہ چلا کہ ٹکٹ بنانیوالے نے کس حساب سے ٹکٹ بنایا ہے۔ تعجب ہے کہ امرتسر کے اسٹیشن کے بکنگ آفس میں ریلوے کرایہ کی ایک کتاب بھی درست حالت میں نہ مل سکی۔ یہ حال تو درجہ اول اور درمیانہ درجہ کے مسافروں کا ہے اور دوسروں کو ایسے بابو یونہی ٹرخا دیتے ہیں کہ اگرہ کا ٹکٹ نہیں ہے دہلی کا لے لو۔ سہارنپور کا لے لو اور مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ آپ کو ٹکٹ بنانے کی تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ امرتسر کے بڑے اسٹیشن ماسٹر صاحب کم از کم اتنی تکلیف تو اُٹھائیں گے۔ کہ ٹکٹ گھر میں کرایہ کی ایسی کتابیں بہم پہونچا دیں گے تو اچھی حالت میں ہوں۔ اور بابو صاحبان کو مسافروں کو صرف اس بہانہ پر ٹال دینے کا موقعہ نہ رہے کہ صاحب کتاب پھٹی ہوئی ہے۔ میلوں کا حساب کہاں سے دیکھیں جو ٹکٹ بنا دیں۔

لکھہ اودھشٹاٹا صاحب کے درشن

رات کو گیارہ بجے گاڑی میں امرتسر سے سوار ہو کر صبح ۹ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہماری ٹرین لیٹ آئی ہے اور علی گڈہ جانے والی گاڑی اس کا انتظار کر کے چلی گئی اور اب شام تک کوئی اور گاڑی علی گڈہ نہیں جاتی۔ اس واسطے بغیر کسی پہلے ارادے کے ہمیں دن بھر دہلی میں ٹھہرنا پڑا۔ عاجز تو حضرت اقدس مرحوم و مغفور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمرکاب ۱۹۰۵ء کے آخر میں دہلی ایک دفعہ جا چکا تھا۔ لیکن میرے معزز رفقاء مولوی صدرالدین صاحب و مولوی شیر علی صاحب پہلے کبھی دہلی نہ آئے تھے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے مردم خیز قطعہ زمین جہاں شاہان ظاہر و باطن کی بہت سی رُوحیں آرام فرما رہی ہیں۔ اس بات کو گوارا نہ کیا کہ یہ معزز بزرگ اس طرح ان کے پاس سے گذر جاویں اور وہ دہلی جس کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخش چکے تھے اس کی کشش نے ان بزرگوں کو دہلی میں ٹھہرا لیا اور عاجز راقم تو خود ان بزرگوں کے ہمرکاب تہا۔ اکیلا کہاں جاتا۔ اس واسطے تجویز ہوئی۔ کہ شہر میں چل کر اپنے معزز دوست میر قاسم علی صاحب اڈیٹر اخبار الحق و لکھہ اودھشٹاٹا دیا نند مت کھنڈن سبھا دہلی کے پاس جائیں۔ چنانچہ گاڑی لے کر ہم آپکے در دولت پر پہونچے جہاں ایک بڑے لمبے چوڑے بورڈ پر موٹے حروف میں دیانند مت کھنڈن سبھا کے الفاظ لکھے تھے اور آپنے اس وقت بہ سبب غضاب کے کچھ باندہے ہوئے کچھ ایسی ہی صورت بنائے بورڈ کے اُوپر ایک کھڑکی سے سر نکالا کہ اودھشٹا ٹا کے عجیب اللفظ عہدہ کی وجہ تسمیہ سے ناواقف آدمی شائد یہی سمجھ کہ اس مونہہ پر ڈہاٹھا سا باندہے ہوئے اس ہیئت کذائی کا نام ہی لکھہ اودھشٹا ٹا ہے۔

خیر۔ یہ تو اس عجیب قسم کے ہندی لفظ کے متعلق ہوا۔ ہمیں دراصل اس امر سے سروکار نہیں کہ میر صاحب کے عہدہ کا نام کیا ہے۔ قابل دید بات تو یہ ہے کہ وہ کام کیا کر رہے ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ پنجاب کے مسلمانوں نے بھی کئی جگہ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جس قوت اور ہمت اور پر زور دلائل کے ساتھ میر صاحب موصوف نے آریوں کی تردید کی ہے وہ آریاؤں کا ہی دل جانتا ہوگا۔ ایسے زبردست لیکچر آپکے آریاؤں کے بالمقابل ہوئے ہیں اور ایسے لاجواب رسالے آپ آریوں کے واسطے تصنیف کئے ہیں کہ آریہ صاحبان ان کے مقابلہ میں کہیں ٹھہر نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

میر قاسم علی صاحب کی محنت

جن صاحبان نے میر صاحب کی کتاب دین الحق مطالعہ کی ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ میر صاحب کیسے محنتی ہیں حضرت صاحب کی کتابوں کے پڑھنے اور ان میں سے احتیاط کے ساتھ آپکے مذہب کے متعلق مضامین کو ایک جگہ جمع کرنے میں اونھوں نے کس قدر مشقت اُٹھائی ہے جن صاحبان نے وہ کتاب نہیں پڑھی انہیں چاہیئے کہ کتاب منگواکر پڑھیں جو مذکورہ بالا پتہ پر ان سے بقیمت ۸؍ مل سکتی ہے۔ لیکن اس مختصر ملاقات کے وقت مجھے میر صاحب کی چند اور محنتوں کے ملاحظہ کرنے کا بھی موقعہ ملا ہے ایک تو اونہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام ارشادات کو اول سے آخر تک جمع کر کے ایک فائل بک میں لگایا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن ایام میں اپنے سلسلہ کے کوئی اخبار وغیرہ نہ تھے۔ حضرت مرحوم کی اپنے پاکیزہ خیالات کی اشاعت میں اور دین اسلام کی تائید میں کس قدر محنت اُٹھانی پڑتی تھی۔ وقتاً فوقتاً ایسے اشتہارات زر کثیر سے چھپوائے جاتے اور اپنے پاس سے ٹکٹ لگاکر مختلف شہروں اور ملکوں میں تقسیم کئے جاتے۔ بلکہ ابتدا میں ان اشتہاروں کے پیکٹ بنانے ٹکٹ لگانے اور پتے لکھنے کا کام بھی حضرت صاحب اپنے دست مبارک سے کرتے تھے۔

اللّٰھُمَّ صل علیہ و علے آلہ وخلفائہٖ وابعثہُ مقاماً محموداً الذی وعدتہ۔

دوسرا مخالفین سلسلہ احمدیہ کے اشتہارات کو ایک جگہ جمع کر کے میر صاحب موصوف نے ایک فائل طیار کیا ہے۔ ایسا ہی وہابیوں اور بدعتیوں کے درمیان جو جھگڑے تنازعے ہوتے رہے اور فریقین نے ایک دوسرے کے حالات پوست کندہ چھاپے۔ وہ بھی سب ایک جُدا فائل میں جمع ہیں۔ ایسا ہی میر صاحب موصوف نے چند ایک کتابوں کو تالیف کر کے ان کے مسودے طیار کر رکھے ہیں جن پر ایک نظر ڈالن ظاہر کر دیتا ہے کہ اونہوں نے کس قدر محنت اُٹھائی ہے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میر صاحب موصوف کو توفیق عطا کرے کہ وہ ان کتابوں کو شائع کر سکیں۔ آمین

مجھے اس امر کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں انہوں نے ہماری کس قدر خاطرداری کی۔ مختصراً یہ کہ اُن کے ان ہم کوئی اجنبی یا مہمان نہ دکھائی دیتے تھے۔ بلکہ جیسا کوئی اپنے گھر میں ہوتا ہے۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا اس واسطے دہلی کے دیگر دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب و ماسٹر احمد حسین صاحب وغیرہ سے بھی وہیں ملاقات حاصل ہو گئی۔ فالحمد للہ۔

اہلحدیث بدعتی ہو گئے

جناب میر صاحب موصوف نے جو فائل مقلدین اور غیر مقلدین کے اشتہارات و رسائل کا رکھا ہوا ہے۔ اس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے مجھے جو عجیب بات معلوم ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ وہی باتیں جو مقلدین اہلحدیث کے مقابلہ میں کرتے تھے اور اہل حدیث دلائل عقلیہ و شرعیہ سے ان کا رد کرتے تھے وہی باتیں اب اہل حدیث نے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں اختیار کر رکھی ہیں۔ مثلاً میں نے ایک نہیں بلکہ کئی ایک لمبے چوڑے اشتہار دیکھے۔ جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حنفی لوگ جو اہل حدیث کو اپنی مساجد میں گھسنے نہیں دیتے۔ تو یہ ایک بڑا بھاری گناہ اور ظلم صریح ہے اور آیت قرآنی من اظلم ممن منع مساجد اللہ کے ماتحت ظالم ہونے کی دفعہ حنفیوں پر لگتی ہے اور اب وہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں کہ احمدی برادران کو اپنی مساجد میں گھسنے نہیں دیتے (شاید سوائے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب کے جنہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے) اور اگر کوئی اتفاقاً چلا جاوے تو نہایت بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ ہم لوگ تو ان مساجد میں ہی جاکر نماز پڑھنے کے ہرگز خواہان

نہیں۔ہم جانتے ہیں کہ خداتعالیٰ کی تمام زمین مسجد ہی ہے اور تقوےٰ و خشیت کے ساتھ ہم جہاں کہیں بھی سجدہ کریں گے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ مقبول ہوگا۔ بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو یہ حکم دے کر کہ ہم غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑہیں نہ صرف ہمیں امامت و اقتدار کے رُوحانی تعلق میں ان شخصوں کی متابعت روحانی سے بچالیا ہے۔جنکی امامت اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتی۔بلکہ چند پیسوں کی خاطر ہوتی ہے۔ بلکہ ایسا حکم دے کر آپنے ان ناگوار نظاروں کے اعادہ سے اسلامی دنیا کو بچالیا ہے۔جو کہ حنفیوں اور غیر مقلدوں کے درمیان مسجدوں کے جھگڑوں کے سبب ایسی خوفناک صورت اختیار کرتے تھے کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی امن قائم رکہنا مشکل ہو جاتا تہا۔غیر مقلد صاحب ہیں کہ خواہ مخواہ حنفیوں کی مسجد میں گھسے جاتے ہیں اور باوجود ان کے روکنے کے ان کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑہنے کا حق حاصل کرنے کے واسطے مرنے مارنے کو طیار ہو رہے ہیں۔ادھر حنفی صاحبان ہیں۔کہ جہاں آمین بالجہر کی آواز کان میں پڑی۔گویا ان کے واسطے جنگ شروع کرنے کا بگل بج گیا۔کہاں کی نماز اور کہاں کا انقطاع الی اللہ فوراً لڑائی شروع ہوگئی۔سر پھوٹ گئے۔خون بہنے لگے۔ تہانوں میں رپورٹیں لکھوائی گئیں۔اور مقدمات شروع ہوگئے۔الغرض ہم کو تو خداتعالےٰ نے ان مشکلات سے محفوظ رکہا ہے مگر تعجب ہے کہ اہل حدیث خود کیوں بدعتی بن گئے اور دراصل تعجب کی کوئی بات نہیں ان کی یہ حالتیں اس واسطے ہوئیں کہ مسیح موعود کی آمد کی ضرورت کو پورے طور سے ظاہر کردیں اور اب تو دن بدن وہ اور بہی تنزل کر رہے ہیں۔مسجدوں سے روکنا تو ایک ظاہری مقابلہ ہے ان کے تو ایمان بہی باوجود سمجھانے کے اپنے ٹھکانے پر قائم نہیں رہے وہی لوگ

جو موحد کہلاتے تھے اب مشرک

بنتے جاتے ہیں ایک انسان کو صفات خدا دے کر صلیب پرستوں کی رات دن امداد کر رہے ہیں۔یسوعی صاحبان نے اسلام کے برخلاف جو تیر چلانے کے واسطے تیار کئے ہیں انکو زہر آلود کرنے کا کام ان مسلمانوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے اور نہیں جانتے۔کہ اپنے ہی ہاتہوں سے اپنے دین کے قلعہ کو مسمار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اِس نسخہ کو بھی آزماؤ

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرحوم و مغفور نے دہلی میں ایک صاحب سے جو مناظرہ کے واسطے تشریف لائے تھے۔وفات و حیات حضرت عیسےٰ پر گفتگو کر رہے تہے۔فرمایا کہ آپنے حضرت عیسیٰ کی زندگی کا نسخہ تو آزمالیا کہ آج تک اسلام کو اس نسخہ نے کس قدر ضرر پہونچایا ہے اور اسلامی قوم کی بیماری دن بدن ترقی پکڑ رہی ہے۔صدیوں کا تجربہ بتلا رہا ہے۔کہ یہ نسخہ مفید نہیں بلکہ مہلک ہے۔کیونکہ دراصل اس کا رواج دینے والا کوئی عیسائی ہے جس نے ایسی بات اسلامی کتب میں ڈالی اور کسی مفسر نے ناواقفی سے اُسے قبول کرلیا۔تو رفتہ رفتہ جاری ہوگیا۔مگر اب ذرا کچہہ مدت اس نسخہ کو بہی تو آزما کر دیکھو جو میں پیش کرتا ہوں۔اگر ہم حضرت عیسےٰ کی وفات کو تسلیم کر لیں۔تو ساری عیسائی دنیا کو ہم صرف اس ایک مسئلہ کے ذریعہ سے نیچا دکہلا سکتے ہیں اور دکہلا رہے ہیں۔اب تو عیسےٰ کی وفات میں اسلام کی زندگی ہے۔

حنفی وہابی ہوگئے

اس فائل کے دیکھنے سے دوسرا نکتہ جو مجھے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ وہی حنفی صاحبان جو اہل حدیث کو بُرا کہتے تھے اور ان کے برخلاف کتابیں اور اشتہارات لکھتے تھے اور بڑا زور دیتے تھے کہ یہ لوگ کافر ہیں بے ایمان ہیں یہ ہیں وہ ہیں کیونکہ خداتعالےٰ کے **ولیوں** کو نہیں مانتے۔بزرگان دین کے منکر ہیں۔کرامت کی تکذیب کرتے ہیں اب ان حنفیوں کا یہ حال ہے کہ جب خداتعالیٰ نے اپنا ایک ولی ان کے درمیان بہیجا۔تو اہل حدیث سے بڑہ کر ان کی مخالفت میں کمر باندہی اور خود ہی وہابی بن گئے۔غرض یہ عجیب زمانہ ہے کہ

موحد مشرک بن گئے ہیں
اہلحدیث بدعتی ہوگئے ہیں
حنفی وہابی بن گئے ہیں۔

ایک نشان کے سینکڑوں نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ انی مھینٌ من اراد اھانتک میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے بہت کثرت سے پورا ہو رہا ہے اور ہر جگہ اس نشان کی صداقت کا اظہار ہو رہا ہے۔مخدومی میر قاسم علی صاحب نے جو اشتہارات مخالفین سلسلہ احمدیہ دکہائے۔ان میں ایک مرزا حیرت کا اشتہار بہی تہا۔جس میں حضرت مرحوم مغفور کے واسطے **قید** کا لفظ استعمال کیا گیا تہا۔سبحان اللہ! اُس وقت کسی کو کیا معلوم تہا۔کہ یہ لفظ اُلٹ کر خود حیرت پر پڑے گا۔چنانچہ دہلی میں بیٹھے ہوئے ہم نے یہ قصہ بہی سُنا کہ کس طرح حیرت صاحب کو قید کا حکم ہوا۔اور بہ سبب عدالت بند ہونے کے ضمانت نہ ہو سکی۔اور بہرحال رات بھر روتے دہوتے قیدخانہ کی کوٹھڑی میں کاٹنی پڑی۔کاش کہ اب بہی وہ سمجہیں اور گستاخیوں کے طریق کو چھوڑ کر ادب کی راہ اختیار کریں۔کیونکہ خداتعالیٰ غفور الرحیم ہے۔اس نشان کے پورا ہونے کے حالات میں نے میرٹھ اور مظفر نگر میں بہی سُنے۔مگر اس جگہ بہ سبب خوف طوالت سب کا تذکرہ نہیں کر سکتا۔

خدا کی طاقت سب سے بڑی ہے

حضرت مرزا صاحب کے برخلاف مخالفین نے اس کثرت سے اشتہار اور رسالے اور کتابیں اردو چھاپیں اور کثرت سے شائع کیں کہ اگر یہ سلسلہ صرف انسانی ہوتا تو ایسے سخت اور بے شمار حملوں کے مقابلہ میں اس کا زندہ رہنا کسی صورت میں ممکن نہ تہا۔مگر خداتعالیٰ کی طاقت سب سے بڑی ہے۔جب خداتعالیٰ نے پہلے سے فرما دیا تہا۔کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کردے گا" سو احکم الحاکمین کے حکم کے مطابق وہ سچائی ظاہر ہوگئی۔دشمن روتے پیٹتے چلاتے کُفر کے فتوے لگاتے شور مچاتے مرگئے اور خداوند نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور اس کی بنیادوں کو اپنے فضل سے مضبوط کر دیا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک

علی گڈہ پہونچنا

دہلی سے شام کے ۶ بجے روانہ ہو کر قریباً ۱۰ بجے رات کے ہم علی گڈہ کے اسٹیشن پر پہونچے۔جہاں سفیر کانفرنس منشی مظفر حسین صاحب کالج کے چند والنٹیرز کے ساتھ مہمانوں کے استقبال کے واسطے موجود تھے۔بہت خُلق سے ملے اور ایک گاڑی میں بٹھا کر کالج (اس مضمون میں ہر جگہ کالج سے مراد علی گڈہ ایم۔اے۔او کالج ہے اور کانفرنس سے مراد آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ہے) کے مہمان خانہ میں لے گئے۔اور ایک والنٹیر میاں عبدالعزیز صاحب طالب علم جماعت نہم ہمارے ساتھ بیٹھے۔گیسٹ ہوس میں ہم ہر سہ کو ایک الگ کمرہ دیا گیا۔جس میں ہر قسم کا ضروری سامان مہیا تہا۔

پہلے دن کا کام

پہلے دن صبح سویرے ہم نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن شریف میں ہنوز مصروف تھے۔جب کہ کانفرنس کے اسسٹنٹ سکرٹری منشی ادریس احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے۔ہمارے ہر طرح کے آرام کے متعلق

حالات دریافت کئے اور ہمارے نام اور پتے تحریر کر لئے ان کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا جائنٹ سکرٹری کانفرنس اور ایک سندہ و سنجیدہ وضع کے عالم مولوی طفیل احمد صاحب جو آج کل بریلی میں سب رجسٹرار ہیں مہمانوں کی دیکھ بھال کرتے ہوئے ہمارے پاس ہی پہونچے۔ تھوڑی دیر تشریف فرما رہے۔ پھر چائے پی کر ہم اسٹریچی ہال میں پہونچے۔ جہاں دونوں دن جلسوں کا انعقاد ہوا۔ صاحبزادہ صاحب (اس رپورٹ میں صاحبزادہ صاحب سے مراد ہر جگہ صاحبزادہ آفتاب احمد ہوگی) کی تحریک اور پرنسپل صاحب کالج کی تائید سے مولوی عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ میرٹھ۔ بریلی۔ اٹاوہ۔ چھپرہ۔ امرتسر۔ حیدرآباد سندہ وغیرہ مقامات کے اسلامی مدارس کے ناظمین یا کارکن اس جلسہ میں شامل ہونے کے واسطے تشریف فرما تھے۔ کالج کے اسٹاف اور طلبار کی ایک تعداد بھی کم و بیش سب جلسوں میں موجود تھی۔

پہلی تقریر

میرٹھ اسکول کے ایک نوجوان طالب علم علیم الدین نام نے جو کہ ایک خوش الحان قاری ہیں۔ قرآن شریف کی چند آیات پڑھیں اور ایک عربی نعت سنائی۔ پھر سب سے پہلے کالیجیٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک انگریزی مضمون پڑھا جس میں انہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ لنڈن کے مدرسوں کی زندگی کا ایک نمونہ پیش کیا۔ اور دکھایا کہ لنڈن میں بورڈنگ اسکولوں میں لڑکے کس طرح رہتے ہیں ان کے واسطے کیا کیا عمارتیں ہوتی ہیں۔ گرجا۔ غسل کا حوض۔ ورزش کا کمرہ۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ فٹ بال کے میدان۔ سکول ہال۔ سائنس روم۔ ڈرائنگ روم جغرافیہ روم۔ لائبریری۔ میوزیم وغیرہ بہت سی عمارتیں شمار کیں۔ پھر ان کا دن بھر کا پروگرام سنایا مثلاً کھیلوں میں اُستاد شریک ہوتے ہیں جہاں بچوں کے دوست ہوتے ہیں مگر بے تکلف نہیں بنتے اور اس بات پر زور دیا کہ صرف ضابطہ کچھ شے نہیں۔ استادوں کو چاہیئے کہ اپنا نمونہ بچوں کو دکھائیں اور نتائج کو تعلیمی فیل پاس کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کس قدر صداقت۔ دیانتداری۔ راستبازی و دیگر شریفانہ اخلاق کے لڑکے طیار ہوئے ہیں۔

ضرورتِ مسجد

ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی اس تقریر میں مفید معلومات بہم پہونچائے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ ان کی تقریر میں جو امر سب سے زیادہ قابل غور مجھے معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ انہوں نے لنڈن کے مدارس میں سب سے پہلے عمارتوں کو شمار کیا اور عمارتوں میں سب سے اول گرجا کا نام لیا۔ لڑکوں کے روزانہ پروگرام میں سب سے پہلے گرجا کی حاضری کا ذکر کیا عیسائی دنیا میں عبادت کے اوقات بہت ہی کم ہیں۔ مگر انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مسلمانوں نے اس ضرورت کو تاحال پورے طور سے محسوس نہیں کیا کہ اسلامی طلبار کے کیرکٹر کی تکمیل کے واسطے مسجد کی عمارت سب سے اول ضروری ہے۔ ایم۔ اے او کالج کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار مسجد دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا۔ جس کے ایک حصہ پر ہنوز عمارت کا کام شروع ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ان مدرسہ و بورڈنگ تعلیم الاسلام قادیان کی وسیع زمین پر سب سے اوّل جس عمارت کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی ہے وہ مسجد ہی ہے اور قادیان کی مساجد میں خداتعالیٰ کے فضل سے ایسے نمازی ہی شامل جماعت ہوتے ہیں۔ جن کے دل آستانۂ عالیہ پر رقت و خشوع کے ساتھ پگھلے چلے جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم خدا انہیں دیکھ رہا ہے۔ مسجد اسلامی زندگی کا ایک نہایت ہی ضروری جزو ہے۔ حضرت اقدس مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ہر جگہ اپنی مساجد بنانے کی کوشش کریں جہاں خدا کی عبادت کا گھر بنایا جاتا ہے وہاں برکات الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور سلسلہ حقہ کی بنیاد مستحکم ہو جاتی ہے۔ قدیم اسلامی شاندار عمارتوں کے جسقدر آثار دنیا میں موجود ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی بادشاہ مسجد کی ضرورت کو کہاں محسوس کرتے تھے۔

۳۰۔ اپریل کی کارروائی

اتحاد کا رزولیوشن

اس کے بعد ٹیچرز کانفرنس کے رزولیوشن پیش ہونے شروع ہوئے سب سے پہلا رزولیوشن یہ تھا کہ ہندوستان کے مختلف اسلامی مدارس میں اتحاد کس طرح قائم ہو۔ اس پر مختلف صاحبان نے اپنے اپنے مشورے دینے شروع کئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کی فہرست بنائی جاوے ان کی رپورٹیں منگوائی جاویں۔ ایک انسپکٹر مقرر کیا جاوے ایک نصاب دینی مقرر کیا جاوے۔ امتحانوں کی نگرانی ہو۔ تعطیلیں ایک طرز پر ہوا کریں۔ سب سالانہ جلسہ میں شامل ہوا کریں۔ سفیر کانفرنس پھرا کریں۔ ایک میگزین ہو۔ مولوی صدر دین صاحب نے اس کے متعلق اپنی تقریر میں دو تجویزیں پیش کیں ایک یہ ہے کہ تمام اسلامی مدارس کو اپنا ایک ہی مقصد مقرر کرنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہو کہ خداتعالیٰ کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ دوسرا یہ کہ تمام صوبہائے ہند میں اس کام کے واسطے پراونشل کمیٹیاں بنائی جاویں۔ ان تجاویز میں سے بعض کو سردست ناممکن الحصول بیان کیا گیا۔ جیسا کہ انسپکٹر کا تقرر یا نصاب کا بنانا اور یہی فیصلہ ہوا کہ حتے الوسع ان مشوروں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جاوے۔

تعلیم کیسی ہو

اس کے بعد دوسرا رزولیوشن یہ تھا کہ سرکاری مدارس کی موجودہ سادہ تعلیم کافی ہے اس امر پر اصرار کیا جاوے کہ تعلیم اگرچہ کم لوگوں کو دی جاوے۔ مگر نوعیت کے اعتبار سے عمدہ ہو اور اس کے ساتھ تربیت کا انتظام ہو۔ اس پر بہت سی تقریریں ہوئیں۔ بعض صاحبان نے نہایت پرجوش اور پر درد الفاظ میں اسلامی طلبار کی اس قابل رحم حالت کو بیان کیا کہ جو سرکاری مدارس میں آریہ ہیڈ ماسٹروں اور ٹیچروں کے ماتحت ہو رہی ہے اور اپنے اسلامی مدارس کی ضرورت کو بیان کیا بعض دوستوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ سرکاری مدارس کے اعلےٰ انتظام اور عمدہ اسٹاف کو ہم کیوں چھوڑیں۔ ضرور ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ عاجز راقم نے بھی اس کے متعلق ایک تقریر کی اور آیت قرآنی متعلق معلم اول حضرت خاتم النبین یعلمھم و یزکیھم کو پیش کر کے بیان کیا کہ تعلیم اور تزکیہ ہر دو کی ضرورت ہے اور ہمیں ایسے مدارس بنانے ضروری ہیں۔ جن میں تعلیم کے ساتھ تربیت ضرور ہو لیکن جہاں کہیں ایسے مدارس سردست نہیں بن سکتے۔ وہاں سرکاری مدارس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور ہم کو ہر دو کی ضرورت ہے۔ سرکاری مدارس کی بھی اور اپنے مدارس کی۔ چنانچہ اسی کے مطابق رزولیوشن پاس ہوا۔

فنڈ

تیسرا رزولیوشن اس امر کے متعلق تھا کہ مقامی مدارس کے واسطے فنڈ کس طرح مہیا ہوں اس پر مختصر سی تقریریں ہوئیں اور پریزیڈنٹ جلسہ مسٹر عبد القادر صاحب نے آخری ریمارکس میں خوب فرمایا کہ اس ریزولیوشن میں زرے طلبی سخن درین است والا معاملہ تھا اس واسطے تقریریں بھی مختصر ہوئیں۔ اور جلدی ختم ہوگئیں۔ مختلف صاحبان نے مفصلہ ذیل تجویزیں فنڈ جمع کرنے کی بیان فرمائیں۔ مد زکوٰۃ۔ مد صدقات۔ صدقہ فطر۔ شادی کے وقت وصولی۔ آٹا فنڈ۔ کھال قربانی۔ طبقہ صوفیا سے امداد۔ طبقہ علما سے امداد۔ صاحبان اوقاف سے حصہ۔ ایسے ایجنٹ مقرر کرنا جن کو وصولی چندہ پر کمیشن دیا جاوے۔ محلہ کے چودھریوں کو ساتھ ملانا۔ ایک صاحب رشید الدین نام نے یہ تجویز پیش کی کہ قوم کے نوجوان اپنی زندگیاں اسلامی اسکولوں میں وقف کر دیں۔ یہ تجویز فی الواقعہ بہت عمدہ ہے اور اس کے نمونے تاحال بہت کم ہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں قریباً سارے مدرس ایسے ہیں جنہوں نے دنیوی زندگی کے بڑے بڑے مفاد کو ترک کر کے اس مدرسہ سے تھوڑی سی امداد کو دین کی خاطر قبول کیا ہے۔ جیسا کہ مولوی صدر الدین صاحب۔ صوفی غلام محمد۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب۔ قاضی عبد اللہ صاحب۔ اکبر شاہ خان صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ ماسٹر ضیاء احمد صاحب۔ ماسٹر عبد الرحیم وغیرہ

آخری دو ریزولیوشن

چوتھا ریزولیوشن وعظ کے جلسوں کے متعلق اور پانچواں ہر جگہ دار الاخبار کے قائم کرنے کے متعلق تھا ہر دو امور کو مفید کہا گیا اور یہ بھی قرار پایا کہ مختلف مقامات پر سالانہ جلسوں کے وقت واعظین اور لیکچراروں کے بہم پہونچانے میں یہ کانفرنس امداد کیا کرے۔

سبق ریاضی

اس کام کے ختم ہونے پر کالج کے پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے ارتھمیٹک الجبرا اور جومیٹری کے طریقہ تعلیم پر ایک مفید علم آموز لیکچر دیا اور بیان فرمایا کہ کس طرح چھوٹے بچوں کے واسطے یہ علوم نہایت آسان ہو سکتے ہیں۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ابتدا میں یہ علوم فلسفہ کے رنگ میں سکھلائے نہ جانے چاہئیں۔ جیسا کہ [illegible] تک میں اس کی تعلیم ہونی چاہئے [illegible]

صبر کے کیا معنے ہیں

ڈاکٹر صاحب موصوف کے لیکچر سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ علم ریاضی کے کتنے بڑے ماہر ہیں اور اس علم میں ان کو کس قدر دلچسپی ہے وہ اپنے فن کے سپیشلسٹ ہیں اور کسی علم کے حصول کا لطف بھی تب ہی آتا ہے کہ انسان مقدور بھر اس میں کمال حاصل کرے۔ ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

مگر ڈاکٹر صاحب نے سائنس اور ریاضی میں جو ترقی ہو رہی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ [illegible] سے ترقی کر رہی ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ اس [illegible] سے کچھ نہیں بنتا۔ کچھ کرنا چاہئے۔ ان الفاظ میں ڈاکٹر صاحب نے لفظ صبر کا بہت غلط استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین۔ اللہ تعالیٰ ضرور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پس جس کے ساتھ خدا ہے کیا وہ کسی سے پیچھے رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ میرا منشاء یہ نہیں کہ میں ڈاکٹر صاحب کی نیت پر حملہ کروں۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے صبر کے اس جگہ وہ معنے نہیں کئے ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کے گرے ہوئے اخلاق نے بعض پاک اور اعلےٰ الفاظ میں پیدا کر دئے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً لفظ مکر کے معنے تدبیر کے ہیں۔ لیکن آج کل اردو زبان میں اس لفظ سے مراد فریب بازی لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح مخالفین اسلام کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا کمال ریاضی میں ہے اور انہیں قرآنی الفاظ کے فہم صحیح کا دعوےٰ نہیں وہ میری اس بات کو برا نہ مانیں گے۔ کہ میں ازروئے محبت انہیں لفظ صبر کے صحیح معنوں سے مطلع کروں۔ دراصل مسلمانوں پر جو ادبار چھا رہا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے صبر کیا بلکہ اس وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے صبر کو اختیار نہیں کیا۔ صبر کے معنے ہیں نیک اور مفید کام پر استقلال کے ساتھ مستحکم رہنا اور کسی تکلیف یا دکھ کے سبب سے اسے ترک نہ کر دینا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ وہاں صلوٰۃ سے مراد مفسرین نے دعا اور نماز لی ہے۔ اور صبر سے مراد روزہ رکھنا ہے۔ کیونکہ روزے میں انسان خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کی خاطر بھوک اور پیاس اور دیگر خواہشات پر اپنا قابو رکھتا ہے اور ان سے مغلوب نہیں ہوتا۔ پس صبر کے یہ معنے ہیں کہ استقلال اور ہمت کے ساتھ ایک آدمی نیک کاموں میں آگے قدم بڑھاتا چلا جاوے نہ کسی کی ملامت کا خوف اسے ہو بلکہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ ہو بڑھتا ہوا چلا جاوے اور مفید کاموں میں سبقت لیجاوے۔ کوئی ابتلا اسے نہ گرا سکے کوئی مخالف کا حملہ اسے پیچھے ہٹا نہ سکے کسی زور آور کا زور اسے اپنے کام سے روک نہ سکے یہ ہے صبر۔ اس کی زیادہ وضاحت کیواسطے میں یہ مثال پیش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب جو اعلےٰ درجہ کے ریاضی دان بن گئے اور ولایت سے ڈگری حاصل کی اور ڈاکٹری کا خطاب پایا یہ سب کچھ علم ریاضی کے حصول میں صبر کا نتیجہ ہے اور علم ریاضی کا ڈاکٹر کہنے کی بجائے یہ درست ہوگا کہ انہیں علم ریاضی کا صابر کہا جاوے۔ غرض صبر ایک اعلےٰ درجہ کی صفت ہے جس کا تمام آدمیوں میں ہونا ضروری ہے جس میں صبر نہیں وہ پست ہمت اور مغلوب ہے اور جس میں صبر ہے خدا بھی اس کے ساتھ ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔ یہ جو انگریزی مثل ہے

God helps those who help themselves

خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں اس مثل کا اصل صحیح الفاظ میں قرآن شریف کے ان الفاظ میں ہے۔ کہ ان اللہ مع الصابرین

ریپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام

اس لیکچر کے بعد مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے اپنے مدرسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس پر سب نے انہیں مبارکباد دی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے اس مدرسہ کی بنا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب نے رکھی۔ ایک شخص کسی چیز کا نام رکھتے وقت اپنے اصلی خیالات اور سچے جذبات کا اظہار بے لبسی سے کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود جن کی بعثت کی اصل غرض اس فطری اور پاک مذہب کی نئے سرے سے چہرہ نمائی تھی اور جو دل و جان سے چاہتے تھے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کا مذہب دنیا میں پھیلے اس مدرسہ کا نام تعلیم الاسلام رکھا یہ مدرسہ شروع میں پرائمری تھا۔ تین سال میں ہائی ہو گیا ہے۔ پہلے صرف چندہ سے چلتا تھا اب دو تین سال سے گورنمنٹ کی ایڈ ملتی ہے باقی مصارف صدر انجمن احمدیہ مہیا کرتی ہے۔ استاد اکثر ٹرینڈ ہیں۔ ہیڈ ماسٹر بی۔ اے بی ٹی ہے سٹاف میں علی گڈھ کے دو گریجوایٹ ہیں۔ اس دفعہ ۹ لڑکے امتحان انٹرنس میں پاس ہوئے۔ جہاں پنجاب کا کل نتیجہ ۴۳ فیصدی ہے اس واسطے ہمارا نتیجہ تسلی بخش ہے۔ اس سال کے اسلامی مدارس میں بلحاظ نتائج یونیورسٹی ہمارا مدرسہ دوسرا رہا ہے۔ اول مدرسہ اسلامیہ امرتسر ہے اور ان کی کامیابی کے واسطے میں انہیں مبارکباد کہتا ہوں۔ دینیات اور عربی کی تعلیم ہمارے مدرسہ میں ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ طلباء تیسری جماعت تک قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ پنجم ائی تک ترجمہ قرآن شریف اور اس کے ساتھ حدیث ختم کرائی جاتی ہے۔ مدرسہ کے ساتھ بورڈنگ ہے۔ جس کا ہونا نہایت ضروری ہے ہمارے بورڈنگ کو ایک ایسا گاؤں عطا ہوا ہے۔ جہاں کوئی بد منظر نہیں کوئی گندی سوسائٹی نہیں۔ اسلامی خیالات کے برباد کرنے والا کوئی اثر نہیں۔ بلکہ بڑے امن اور آرام کے ساتھ بچے اسلامی خیالات اسلامی عادات میں رنگین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ بورڈنگ کے پانچ سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ جو بچوں کی کھیل کود۔ سیر۔ نماز۔ تلاوت قرآن شریف میں باقاعدہ شریک ہوتے ہیں۔ اور اپنے نیک نمونے سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ بورڈنگ کے ساتھ ایک ڈسپنسری ہے۔ مدرسہ و بورڈنگ کے واسطے گاؤں سے باہر ۵۰ گھماؤں زمین خریدی گئی ہے۔ جہاں مسجد طیار ہو گئی ہے۔ باقی عمارت عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ اس موقعہ پر میں گورنمنٹ پنجاب کا شکریہ ادا کرنا

نہ وری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے پچیس ہزار روپیہ اس اسکول کو دینے کا وعدہ کیا ہے جس میں سے دس ہزار روپیہ دیا ہے۔

اور آخر میں ایک ایسے امر کا ذکر کیا جاتا ہے جو نہایت ہی اعلےٰ ہے اور جو ہمارے سکول کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا و بالفضل اولٰنا حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا وجود باجود ہے وہ صرف اس لئے نہیں کہ وہ ایک نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے طبیب ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ حسب عادت عصر کی نماز کے بعد قرآن شریف کا درس فرماتے ہیں جس میں مولانا صاحب لڑکوں کی اخلاقی اصلاح کو بالخصوصیت مدنظر رکھتے ہیں۔ اور اس درس سے نہ صرف طلباء کو قرآن شریف کے پڑھنے اور اس کے سیکھنے کا ہی شوق بڑھتا ہے بلکہ انکو یقین تام ہو جاتا ہے کہ یہ یقیناً خدا کا کلام ہے۔ اور کہ یہ ایک ہی بے نظیر کامل کتاب ہے۔ اور چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کو تمام دیگر ادیان کی بھی پوری واقفیت ہے اور وہ بغیر تحقیق کسی مذہب یا فرقے کو برا کہنا یا باطل سمجھنا نہایت سخت گناہ سمجھتے ہیں طلباء کو ان کی ان پاک تحقیقات سے بقدر استطاعت مستفید ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ کیونکہ آپ اپنے درس میں اسلام کی خوبیاں بمقابلہ دیگر ادیان کے بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور اکثر ایسا کرتے ہیں اس طرح سے یہ نوجوان دوسرے مذاہب سے بھی کچھ واقف ہو جاتے اور دوسروں کے اعتراضات کا بھی ان کو پتہ لگ جاتا ہے اور اس طرح سے خدا کے فضل و توفیق سے وہ ایک مضبوطی اور یقین کے ساتھ اسلام کو سچا مذہب مان کر اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

اس تقریر پر پہلے دن کا کام ختم ہوا۔

پینی ریڈنگ

اس دن رات کے وقت بریلی کے مدرسہ اسلامیہ کے طلباء نے اپنی یاد کی ہوئی نظمیں عبارتیں اور مکالمے سنائے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ اور بغیر کسی حجاب کے بڑی عمدگی سے لمبی لمبی سپیچیں سنائیں جو حاضرین کیواسطے نہایت دلچسپی کا موجب ہوئے۔ دوسرے اسلامی مدارس کو بھی ضرور اس کی تقلید کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے لڑکوں کو بڑے مجمعوں میں بولنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کا تلفظ درست ہو جاتا ہے اس قابل تعریف کام کے واسطے شکریہ کے مستحق مولوی قمر الدین صاحب بی۔ اے وکیل ظاہر کئے گئے ہیں جن کی محنت کا یہ سب نتیجہ تھا۔ اللہ تعالےٰ انھیں جزائے خیر دے لڑکوں کی نظمیں وغیرہ سننے کے بعد انھیں کانفرنس کی طرف سے کتابیں انعام دی گئیں۔

یکم مئی کی کارروائی

یونیورسٹی کے متعلق تقریریں

دوسرے دن طلبائے کالج نے اس مضمون پر تقریریں کیں کہ مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی کی کہاں تک ضرورت ہے۔ یہ تقریریں سب اردو میں تھیں سوائے ایک کے جو انگریزی میں ہوئی چونکہ ان تقریروں میں سے عمدہ کے واسطے تین انعام درجہ بدرجہ مقرر تھے اس واسطے ان کے موازنہ کے لئے پانچ جج مقرر ہوئے۔ جنمیں سے ایک مولوی صدر دین صاحب بی۔ اے بی ٹی تھے۔ ان تقریروں میں طلباء نے ایک اسلامی یونیورسٹی کی ضرورت کے واسطے بہت دلائل بیان کئے اور سب تقریریں محققانہ اور دلچسپ تھیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر ایک نوجوان انیس احمد نامی کی تقریر تھی۔ جو کہ کالج کی بی۔ اے کلاس کے طالب علم ہیں۔ اس نوجوان کی تقریر کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت کیا بلحاظ ترتیب اور نظم مضمون کیا بلحاظ دلائل مبنیہ کے ہر رنگ میں قابل تعریف تھی سب سے بڑھکر قابل ذکر یہ بات ہے کہ صرف یہی ایک صاحب ہیں جنھوں نے اس بات پر بھی پرجوش الفاظ میں زور دیا کہ مسلمانوں میں روحانی اور دینی حالت کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ ہمیں اس بات کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی کہ یہ نوجوان کانفرنس کے قابل و لائق اسسٹنٹ سکرٹری مولوی ادریس احمد صاحب کے فرزند ارجمند ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس نوجوان کو اور کالج کے دیگر نوجوانوں کو اپنی رضامندیوں کی راہ پر چلائے اور انھیں حسن اخلاق۔ دیانت اور امانت اور لیاقت میں دوسروں کے لئے نمونہ بنا دے ججوں نے بھی سب سے اول انعام کا مستحق اسی نوجوان کو قرار دیا۔

صاحب پریزیڈنٹ کا شکریہ

انعامات کے اعلان کے بعد چونکہ جلسہ ختم ہو گیا اس واسطے پریزیڈنٹ صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور جس خوبی متانت اور سنجیدگی اور قابلیت کے ساتھ انھوں نے صدر کا کام انجام دیا۔ تقریر پر تبصرہ اور تنقیدی نگاہ ڈالی وہ سب کے نزدیک انھیں کا کام تھا اور اس جلسہ کے قیام کے واسطے وہ شکریہ کے لائق ہیں لیکن جیسا کہ انھوں نے مقرریں پر تنقید کی تھی ہماری امید ہے کہ انھیں ناگوار نہ ہوگا اگر ہم بھی ان کی کارروائی پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے ایک ایسے امر کی طرف متوجہ کریں جو اس سارے جلسہ میں ان سے ہماری توقع کے برخلاف واقع ہوا۔ مولوی صدر دین صاحب نے رپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام میں شروع میں دو جگہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے نام کے ساتھ مسیح موعود کا لفظ استعمال کیا تھا۔ پہلے موقعہ پر تو نہیں مگر دوسرے موقعہ پر صاحب پریزیڈنٹ چونکے اور انھوں نے کھڑے ہوکر مولوی صدر دین صاحب کو کہا کہ چونکہ بعض لوگ مرحوم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے اور ممکن ہے کہ یہ لفظ ان کے واسطے رنجیدہ ہو اس واسطے آپ اور القاب سے ان کو یاد کریں اور یہ لفظ نہ بولیں۔ پریزیڈنٹ صاحب کے اس فرمانے کی مولوی صدر دین نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ انھوں نے اپنی بقیہ تقریر میں دوبارہ مسیح موعود والے فقرے کو دہرایا۔ اور آخر میں ایک جگہ پھر بھی یہ لفظ ان کی تحریر میں تھا اور انھوں نے اسی طرح پڑھا۔ اور سب نے خاموشی سے سُنا اور سامعین میں سے کوئی معترض نہیں ہوا۔ اور بھی ایک واقعہ ایسا ہوا جسمیں پریزیڈنٹ صاحب کی وسعت خیال اور عالی حوصلگی کے برخلاف شکایت کا موقعہ ہمیں ملا۔ اس واسطے ہم ادب کے ساتھ اس معاملہ میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پریزیڈنٹ صاحب کا یہ فرمان کسی صورت میں جائز نہ تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہو کہ کسی جلسہ میں کوئی شخص اپنے عقائد کے مخالف حاضرین کی خاطر اپنے کسی مانے ہوئے بزرگ کے نام کے ساتھ اُس کے اُس خطاب کو یاد نہ کرے جو اس کے ایمان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بزرگ کو مل چکا ہے تو پھر کوئی ایک اسلامی فرقہ کسی دوسرے اسلامی فرقہ کے ساتھ ایک جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جہاں ممکن ہو کہ کسی بزرگ قوم کا نام کسی وجہ سے درمیان میں آجاوے اس قاعدہ کے مطابق لازم ہوگا کہ ایک سُنی اپنی تقریر میں حضرت عمرؓ کے نام کے ساتھ خلیفہ یا امیر المومنین بلکہ حضرت کا لفظ بھی نہ بولے بلکہ روکھا نام عمر کا لے۔ رضی اللہ عنہ بھی نہ کہے کیونکہ شیعہ صاحبان کے نزدیک تو حضرت عمرؓ نہ صرف خلافت کے غیر مستحق تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ اس قابل تھے۔ کہ آج تک ان کے حق میں سب کرنا کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی خارجی نجدہ ازارقہ اور صفریہ فرقہ کا کسی مجلس شیعہ میں موجود تو اس قاعدہ کے مطابق حضرت علی کے نام کے ساتھ نہ تو جناب امیر کہا جائے

رضی اللہ عنہ کہا جاوے کیونکہ ایسے الفاظ ان کے عقائد کے منافی ہین۔ ایسا ہی جب مجلس مین کوئی عیسائی موجود ہو۔ وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صرف محمدؐ ہی لینا چاہیئے کیونکہ عیسائی صاحبان تو ان کو نہ نبی مانتے ہین اور نہ ان کا حضرت ہونا تسلیم کرتے ہین غرض اس طرح تو سارے اتحاد کا خون ہو جاتا ہے۔ مسلمانون کو چاہیئے کہ ایسے معاملات مین بہت فراخدلی سے کام لین۔ ہان اس معاملہ مین ہدایت نامہ الٰہی نے جو تعلیم دی ہے وہی تمدن انسانی کے واسطے سب سے اعلےٰ ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم کسی قوم کے بزرگ کو برا نہ کہین۔ پس جب کہ غیر قوم کے بزرگون کے نام لین گے۔ تو ان کو اچھے لفظون مین یاد کرین۔ تو ضرور ہر ایک شخص کا یہ حق ہے کہ اپنے بزرگ کی عزت مین اس کے نام کے ساتھ وہ الفاظ استعمال کرے جو اس کے معتقدات کے مطابق ہون۔ اس کے یہ معنے نہین کہ ہر ایک سننے والا ان ہمارے معتقدات کا قائل ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ ہمارا عقیدہ ہے اور ہم اس کو چھوڑ نہین سکتے۔ آنحضرت کے نام کے ساتھ ہم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعائیہ کلمات بولین گے۔ اور آپ کو نبی اور رسول کے لفظ سے یاد کرین گے خواہ ہم عیسائیون کی مجلس مین ہون یا دہریون کے جلسہ مین۔ ایسا ہی عیسائیون کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی تقریر مین حضرت عیسےٰ کو خداوند مسیح کہین اور وہ کہتے ہین اس کے یہ معنے نہین کہ ہم نے بھی حضرت عیسےٰ کو خدا مان لیا ہے۔ الغرض مین امید کرتا ہون کہ ہمارے دوست اس مین آیندہ احتیاط رکھین گے۔

ہمین قبل ازین کبھی علی گڈہ جانے کا موقعہ نہین ہوا لیکن جہان تک ہم نے سنا اور اب دیکھا ہے۔ ہمین یقین ہے۔ کہ یہ پارٹی تمام اسلامی فرقون سے بڑھ کر وسیع الخیال ہے اور اس سے ہمین بہت ہی وسعت حوصلہ کی امید ہے۔ جب کہ علی گڈہ مین عوام کی نسبت ہماری یہ رائے ہے۔ تو خواص اور بالخصوص پریزیڈنٹ سے ہمین کیا کچھ امید کرنی چاہیئے۔ سر آغا خان صاحب بہادر بالقابہ کی جو تعظیم واکرام علی گڈہ مین ہوا اس سے ہمین اور بھی اس وسعت حوصلہ کی امید تھی۔ مگر یہ ضرور نہین کہ ان کے سارے خیالات اور ساری امیدین اسی رنگ مین پوری ہون۔ جس طرح وہ چاہے۔ بہرحال ہمین امید ہے کہ آیندہ ہمارے معزز دوست ایسے معاملات مین مزید احتیاط سے کام لین گے۔

مولوی نور احمدؐ صاحب کا لکچر

اس دن تیسرے پہر مولوی نور احمدؐ صاحب کا لکچر ہوا کیونکہ پہلے دن وہ تشریف نہ لائے تھے۔ مولوی صاحب نے نہائت جوش کے ساتھ آریون کے اس کا ذکر کیا جو کہ مسلمانون کے خلاف پھیل رہا ہے۔ اور اہل اسلام کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ فروعی اختلاف کے سبب ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جاوین اور مشترک کامون مین ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرین اور اسلامی قوت کو جمع کرکے غیر قومون کو رد کرین۔ مولوی صاحب نے اس بات پر بھی زور دیا ہے۔ کہ والدین اور اساتذہ کو چاہیئے۔ کہ بچون کو اخلاق رذیلہ سے بچانے کے واسطے یہ نہائت ضروری ہے۔ کہ صفائی کے ساتھ آجکل کی بد اخلاقیون کا ذکر کرکے ان سے بچنے کے لئے انھین سمجھا دیا جاوے۔ فی الحقیقت یہ بہت ضروری ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اپنے وعظون مین اس بات کو مدنظر رکھتے ہین۔

آریہ صاحبان کیون ناراض ہوتے ہین

مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر مین اس امر کا ذکر بھی کیا تھا کہ مسلمان بادشاہون نے جو بت توڑے تھے اور بعض ناک کٹے پتھر اب تک بعض اسلامی عمارتون مین لگے ہوئے ہین - وہ یاران وطن کو ہمارے برخلاف جوش دیتے رہتے ہین۔ مجھے اس بات کے سننے سے ہمیشہ تعجب ہوا کرتا ہے کہ اگر بالفرض بعض اسلامی بادشاہون نے ہندوستان مین بت شکنی کی ہی ہو تو یہ امر آریہ مہاشون کے واسطے ناراضگی کا موجب کیون ہوتا ہے۔ آخر انہون نے بھی تو کوئی سو سال کے تجربے کے بعد اس معاملہ مین انھین اسلامیون کی پیروی کرکے بتون کو ترک کر دیا ہے۔ امید ہے کہ کوئی آریہ اخبار اس کا سنجیدگی سے جواب دیگا۔

میوزی ام

اس کے بعد ہم نے کالج کا میوزی ام دیکھا جس مین طلبار کو عملی تعلیم دینے کے واسطے ہر طرح کا سامان جمع تھا۔ مثلاً ریل انجن وغیرہ ہر شے کے ماڈل موجود تھے اور لڑکے ان پر کام کر رہے تھے اور وہ کام کو خوب سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب اس میوزی ام کے ناظم تھے۔ یہ حصہ مکان سکول کے طلبار کے واسطے بہت ہی مفید اور علم بخش ہے اور دوسرے مدرسون کو بھی چاہیئے کہ ایسے میوزی ام بنائین۔

لکچر مولوی صدرالدین صاحب

کالج کے طلبار کی یونین کلب کے وائس پریزیڈنٹ صاحب نے درخواست کی کہ اسی شام کو مولوی صدرالدین صاحب طلبار کی یونین کلب مین ایک لکچر دین۔ جو بالخصوص دین اسلام پر ہو۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے وقت مقررہ پر یونین کلب کے ہال مین قرآن شریف کی چند آیات پڑھ کر ایک نہائت مؤثر پیرایہ مین ترتیب ونظم قرآنی آیات کا ایک نمونہ پیش کیا اور قرآن اور حدیث کے مضامین کو سائنس وفلسفہ کے مطابق کرکے دکھلایا۔ جس کا طلبار پر بہت اثر ہوا۔ اور بعد لکچر وائس پریزیڈنٹ صاحب لکچرار کا شکریہ کرتے ہوئے طلبار کو توجہ دلائی کہ وہ اس لائف کا نمونہ اختیار کرین کہ زمانہ جدید کے علوم وفلسفہ کے ساتھ ایک مسلمان دینی علوم مین بھی خوب دسترس رکھتا ہو۔

ہم نے علی گڈہ مین کیا دیکھا

مکانات

ہم علی گڈہ مین صرف دو روز رہے اور دونون دن کانفرنس کے پروگرام کے مطابق شامل ہوتے رہے اسواسطے چندان ادھر ادھر پھر کر اور جگہون کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ کالج خود بند ہی تھا۔ تاہم ناظرین کے فائدے کے واسطے اتنا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ علی گڈہ کالج ایک نہائت وسیع قطعہ زمین پر واقع ہے جسمین بہت سی شاندار عمارتین بنی ہوئی ہین اور بن رہی ہین اور مختلف مربیان کالج کے نام پر وہ عمارتین نامزد ہین۔ جیساکہ اسٹریچی ہال۔ بیک منزل وغیرہ ایک وسیع بورڈنگ ہوس ہے بورڈنگ ہوس کے متعلق مین اتنا ریمارک کرنا چاہتا ہون کہ بورڈرز کو تمام فرنیچر اپنا مہیا کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ سب بورڈرز باہر سے آتے ہین اس واسطے ہر ایک قسم کا فرنیچر خرید کرنا اور وقت رخصت پھر اس کو فروخت کرنا طلبار کے واسطے بڑی مشکل ہے اس مین بے فائدہ خرچ ہی بہت ہو جاتا ہوگا۔ طلبار کو بورڈنگ کی طرف سے چارپائی میز کرسی اور ایک صندوق ضرور مہیا کیا جانا چاہیئے۔ مدرسہ و بورڈنگ کے اردگرد کھلے میدان ہین۔ خوشنما باغ ہین۔ فراخ سڑکین ہین۔ کشادہ اور شاندار مسجد ہے۔ انگلش ہوس ہے۔ جہان ایک یوروپین لیڈی کی زیر نگرانی چند طلبار انگریزی طرز رہائش کے موافق زندگی بسر کرتے ہین۔ انگلش ہوس مین ایک کمرہ … کے واسطے خاص ہے۔ ایسا ہی سکول کے

چھوٹے بچوں کا بورڈنگ ہوس الگ ہے ان کے واسطے ہی نماز کا کمرہ الگ ہے۔ یونین کلب ہے، گسٹ ہوس ہے جہاں مہمان ٹھہرتے ہیں۔ ایک لائبریری ہے ان کے علاوہ اور بہت سی عمارتیں ہیں۔ مگر ہم سب کو دیکھ نہیں سکے۔ مسجد کے ساتھ ایک حکر میں ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر کا مقبرہ ہے۔ جس پر لکھا ہے - ۱۳۱۵ احمد - اور اس پر یہ شعر کندہ ہے۔

تاب یک جلوہ نیاوردہ شد موسے دنہ طور

این دلم ہست کہ زین گونہ ہزاران دیداست

مجھے اس نام اور شعر پر کسی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جناب سید صاحب کوئی ملہم و مامور من اللہ نہ تھے۔ اور انھوں نے امت محمدیہ کے افراد کی جو عزت و منزلت ہے اس سے غالباً تفاول لیتے ہوئے یہ الفاظ اپنے واسطے استعمال کئے ہیں اور قوم نے ان کو سنا اور برداشت کیا ہے تو وہ شخص جو مکالمہ الہیہ سے مشرف ہو کر اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے کیوں امت کے افراد اس سختی سے اس کے پیچھے پڑتے ہیں۔

ملاقات مکانات کے ذکر کو اتنا ہی کافی سمجھ کر اب میں ان بزرگان کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جن کی ملاقات سے ہم خوش وقت ہوئے۔

(۱) سب سے اعلیٰ قابل ذکر کالج کے موجودہ سکرٹری اور روح رواں جناب نواب وقار الملک صاحب بہادر بالقابہ ہیں۔ جو ان ایام میں کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور بسبب علالت طبع شریک کانفرنس نہ ہو سکے تھے لیکن کانفرنس کے ساتھ ہمدردی اور اس کے واسطے کامیابی کی دعا کا تار ان کی طرف سے ہیں اجلاس میں پہونچا۔ اور حاضرین کو سنایا گیا تھا لیکن پیر کی صبح کو جب کہ ہم ریل پر جانے کو تیار تھے۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ نواب صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ اسواسطے ریل پر جاتے ہوئے ہم راستہ میں ان کی کوٹھی کی طرف سے ہوتے ہوئے گئے اور ان کی ملاقات سے خوش وقت ہوئے۔ جب ہم آپ کی کوٹھی پر پہونچے۔ تو ہم نے کیا دیکھا۔ کہ ایک سادہ وضع۔ متشرع صورت۔ دیسی شریفانہ لباس پہنے ہوئے ایک پیرمرد بکشادہ پیشانی برآمدہ کی سیڑھیوں پر سے اتر کر ہمارے ساتھ بغل گیر ہونے کے واسطے آگے بڑھ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں۔ جو کالج کے احاطہ میں نواب صاحب قبلہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بعد معانقہ و مصافحہ ہمیں کرسیوں پر بٹھایا۔ حال احوال دریافت کیا آپکے ہر ایک فقرہ سے خاکساری اور انکساری ترشح ہو رہی تھی۔ اور اپنے عجز کے ساتھ خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے سہارے پر اپنے تمام کاروبار کی بنا رکھنے کا اظہار فرماتے تھے ہماری جماعت احمدیہ کے جو چند طلبا ر کالج میں داخل ہیں ان پر جو مہربانی کی نظر آپ رکھتے ہیں۔ اس پر عاجز نے اظہار شکر یہ کیا۔ جس پر انھوں نے ان طلباء کی بعض تکلیفوں کے رفع کر دینے کی جو عملی کارروائی کی تھی اس کا ذکر فرمایا۔ چونکہ ریل کا وقت قریب تھا اس واسطے ہمیں چند منٹ میں اس خوش کن ملاقات کو ختم کرنا پڑا۔ اور ہم نے نواب صاحب سے اجازت چاہی جس پر صاحب موصوف نے پھر چند قدم مشایعت سے ہماری عزت افزائی فرمائی صاحب موصوف کے چہرہ سے کالج کی سچی ہمدردی اور اسلامی بچوں کی دلی خیر خواہی اور اس کام میں مخلصانہ جوش کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ اور اگرچہ ان کی ملاقات ہمیں سب سے آخر میں حاصل ہوئی۔ مگر اس سے ہم ایسے متاثر ہوئے کہ اس کا ذکر میں نے سب سے اول کرنا مناسب سمجھا ہے۔

(۲) جناب صاحبزادہ **آفتاب احمد خان** صاحب بیرسٹر ایٹ لا آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس جو کانفرنس کے کام میں ایک سچا دلی جوش رکھتے ہیں اور اپنے وقت کا بہت سا حصہ مسلمانوں کی تعلیم کے کاروبار میں وقف کر رہے ہیں بلکہ کالج کی خدمات میں عملی حصہ لینے کے واسطے علی گڈھ میں ہی کالج کے قریب اپنی سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ کالج کے کئی ایک آنریری کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں اور بہت سے اہم کاموں میں نواب صاحب کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب ایک خلیق بشاش اور سنجیدہ جنٹلمین ہیں جنھیں ہر وقت مسلمانوں کی قومی ہمدردی کا غم لاحق حال رہتا ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ ایسے آدمیوں کی قدر کرے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

(۳) منشی ادریس احمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کانفرنس ایک لائق مستعد اور فہیم کارکن ہیں۔ جن کی خدمات محفوظ کرنے میں کالج کے اراکین نے بہت مفید کام کیا ہے۔

(۴) پروفیسر انعام اللہ خان صاحب بہاری۔ جن کے ذوق شوق علوم روحانی کے تذکرہ کیواسطے میں ان کا اسم گرامی یہاں درج کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ پروفیسر صاحب کی ملاقات ایک دوست کے ذریعہ سے تھوڑی دیر کے واسطے حاصل ہوئی۔ جس سے ہم از بس خوش وقت ہوئے۔

(۵) مسٹر عبدالمجید صاحب پروفیسر علوم ریاضی و سائنس جن سے ملاقات کا یہ ذریعہ ہوا کہ انھوں نے مجھے شناخت کر لیا کہ میں ان کا ہم وطن اور ان کے معزز خاندان کا قدیمی خادم ہوں اس لئے انھوں نے خود ہی میرے ساتھ انٹروڈیوس ہو کر ان قدیمی تعلقات یگانگت میں ایک تازہ روح پھونکی۔ صاحب موصوف میرے مہربان و مخدوم میاں غلام حسین احمدی بھیروی کے برادرزادے ہیں۔

(۶) چونکہ ہم علی گڈھ میں صرف دو دن رہے اور وہ بھی شرکت جلسہ میں گزرے اسواسطے ملاقاتوں کا سلسلہ اس سے زیادہ نہ ہو سکا۔ ہاں ملاقاتوں کے درمیان یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں ہمیں اپنے ایک بچھڑے ہوئے بھائی جناب شیخ عبداللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کو بھی دیکھنا نصیب ہوا شیخ صاحب موصوف کالج کے ٹرسٹی اور صیغہ تعلیم نسواں کے سکرٹری ہیں۔ اپنے پیشہ میں معزز و ممتاز ہونے کے علاوہ کالج کی کئی ایک آنریری خدمات میں ایکٹو پارٹ لیتے ہیں۔ خداتعالیٰ ان کا حافظ ہو۔ یونین کے وائس پریزیڈنٹ عبدالقیوم صاحب لائق اور مستعد نوجوان ہیں۔

(۷) آجکل مفصلہ ذیل احمدی نوجوان وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب فورتھ ییر کلاس۔ شیر محمد خان صاحب ایم۔ اے کلاس۔ علاؤ الدین صاحب سیکنڈ ییر کلاس۔ میاں محمد صاحب فورتھ ییر کلاس۔

ان کے علاوہ مفصلہ ذیل احمدی نوجوان بھی اسی کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر آج کل بسبب امتحانات سے فارغ ہونے کے یہاں موجود نہیں۔ فقیر اللہ صاحب۔ سردار خان صاحب۔ خیر الدین صاحب۔ خواجہ عبدالرحمان صاحب۔ امید ہے کہ احباب ان صاحبان کیواسطے امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کرینگے۔

(۸) ان کے بعد بعض ان مہمان قوم کے نام بھی یہاں درج کرنا چاہتا ہوں۔ جو مختلف مدارس اسلامی سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے اور ان سے ملاقات کا ہمیں موقعہ حاصل ہوا۔ لیکن اوپر کی رپورٹ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہو سکا۔ حاجی ریاض الدین احمد صاحب مشہور اسلامی لکچرار۔ جن کو خدا نے تقریر کیواسطے وہ پُرجوش بلند آواز عطا فرمائی ہے کہ ایک اسٹریچی ہال کیا کئی اسٹریچی ہال ایک جگہ جمع کر دیے جائیں تو وہ تمام سامعین کے

آئے - لہذا نہ تو دوبارہ جج صاحب کی ملاقات ہوئی اور نہ میرٹھ کے شہر میں رہنے والے دوستوں سے ملاقات کا موقعہ حاصل ہوا جس کا بہت افسوس رہا۔ شیخ محمد حسین صاحب ایک صوفیانہ رنگ کے سادہ مزاج متقی آدمی ہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ مگر دین کی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر رہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

شیخ عبد الرشید صاحب اس سلسلہ کے بہت پرانے خادم ہیں۔ مجھے ہمیشہ ان کے ساتھ بہت محبت ہے۔ گو اس کے اظہار کا کبھی موقعہ نہ ہوا ہو۔ شیخ صاحب کے دل میں سلسلہ حقہ احمدیہ کی صداقت کا اس قدر جوش ہے۔ کہ انہوں نے جہاں تک ان کا بس چل سکا اپنے خویش و اقرباء کے دل میں اس کا اثر گہرا کر دیا۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے اہل بیت تک اس تبلیغ کو پہونچایا اور آپ کی بیوی باوجود بعض اقرباء کی سخت مخالفت بلکہ قطع تعلق کے اس سلسلہ کی سچی خادمہ ہیں۔ اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ یعنی اہلیہ شیخ مسیح اللہ صاحب تو گویا سلسلہ کی کتابوں کی علامہ ہیں۔ کوئی کتاب اور اخبار نہیں۔ جو انہوں نے مطالعہ نہ کر لی ہو۔ اس سلسلہ کی تائید میں تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے وہ بخوبی آگاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیوے اور اپنے قرب کی راہوں میں اور بھی ترقی بخشے اور دیگر نسوان احمدیہ کو ان کا نمونہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

شیخ عبد الرشید صاحب نے دس سال کی عمر میں مسیح موعود کی آمد کے متعلق ایک رؤیا دیکھا تھا۔ اور قادیان آنے سے قبل حضرت اقدس مسیح موعود اور مولوی نور الدین صاحب کو اور بعض دیگر دوستوں کو خواب میں دیکھا تھا اور یہاں آکر بعینہٖ وہی شکلیں پاکر انہیں شناخت کر لیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں قادیان جب گیا۔ تو بے اختیاری کے عالم میں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی نے میرے دونوں بازو پکڑے ہوئے ہیں اور مجھے کھینچے لئے جا رہا ہے۔ شیخ صاحب موصوف مظفر نگر میرے ساتھ گئے اور جب تک میں وہاں سے چل نہ پڑا۔ میرے ساتھ رہے ان کی رفاقت میں وقت بہت عمدگی سے گزرا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور وہ آپ ان کا رفیق ہو۔

مظفر نگر

۵ - مئی کی صبح کو جمعرات کے دن میں مظفر نگر پہونچا۔ چونکہ مظفر نگر کے احباب مدت سے اصرار کر رہے تھے۔ کہ میں ان کے ہاں جاکر وعظ کروں اس واسطے میں نے مناسب سمجھا کہ راستہ میں وہاں ایک دن ٹھہرتا جاؤں اور علی گڈھ سے میں نے انہیں اپنے اس ارادے کی خبر کر دی تھی۔ لیکن ٹھیک وقت اور تاریخ سے میں انہیں اطلاع نہ دے سکا۔ اور اس واسطے بہت سے دوست ۳ اور ۴ مئی کی تاریخوں کو دن اور رات کو وقت اسٹیشن پر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس تکلیف اٹھانے کے لئے جزائے خیر دے۔ لیکن میں بسبب رام پور اور میرٹھ ٹھہر جانے کے وہاں ۵ مئی کی صبح

مظفر نگر میں قادیان

کو پہونچا۔ جب کہ دوست ناامید ہو چکے تھے۔ تاہم ایک غریب لیکن عزیز بھائی **خدا بخش** نام موجود تھے۔ جنہوں نے میرا اسباب اٹھا کر ایک گھوڑا گاڑی پر ہمیں سوار کرایا۔ میاں خدا بخش ایک غریب مزدور ہے جس نے احمدی ہونے کے سبب سے بہت سا دکھ اٹھایا۔ مگر صبر کے ساتھ اپنے عقیدے پر قائم رہا۔ اسٹیشن ریلوے پر وہ کام کرتا ہے اور **قادیان** کے نام سے مشہور ہونے کے سبب اس سلسلہ کے واسطے ایک مجسم اشتہار ہے۔ ہمارے دوست قاضی غلام حسین صاحب ایک دفعہ مظفر نگر کے اسٹیشن پر جب اترے تو انہوں نے سنا کہ بعض لوگ ایک شخص کو **قادیان - قادیان** کہہ کے پکار رہے ہیں۔ اس آواز کو سن کر وہ چونکے۔ اور انہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک احمدی ہے جو اس نام سے مشہور ہے۔ تب وہ اسے ملے اور اس کے ذریعہ سے بآسانی اس مکان پر پہونچے۔ جہاں انہوں نے جانا تھا۔

دو لیکچر

مظفر نگر میں دو لیکچر ہوئے۔ اور ایک خطبہ جمعہ کی تقریر۔ پہلا لیکچر وہاں کے ایک نواب صاحب کے احاطہ میں ہوا۔ اور دوسرا ہمارے جوشیلے نوجوان سلیمان نے اپنے ایک احاطہ میں کرایا۔ ہر دو جلسوں کا اشتہار کافی نہیں ہوا۔ اور تعداد بلحاظ شہر کی آبادی کے بہت ہی کم تھی۔ لیکن بلحاظ اس کے جس شہر میں پچیس ہزار کی آبادی میں دس احمدی ہوں اور غیر احمدیوں کا تعصب یہ بھی جانتا ہو کہ لیکچرار احمدی ہے۔ اور انتظام جلسہ بھی احمدیوں کے ہاتھ میں ہو۔ اور واعظ بھی ایسا ہو۔ کہ اس کی تقریر میں سلسلہ حقہ احمدیہ کا ذکر آ جانا لازمی امر ہو۔ تعداد سامعین کافی تھی۔ پہلی تقریر اثبات نبوت محمدیہ پر تھی۔ دوسری بھی اسی پر تھی۔ اور اس میں حضرت مرزا صاحب مرحوم و مغفور کے دعوے کا ذکر کسی قدر بسط کے ساتھ تھا۔ ان ہر دو جلسوں کے انتظام میں دو صاحبان کی امداد قابل شکریہ ہے۔ ایک شیر محمد خان صاحب مہتمم صفائی شہر اور دوسرے میاں عبد الحلیم صاحب۔ انسپکٹر روشنی شہر ہر دو صاحبان نے ہر طرح کے انتظام میں احباب احمدیہ کی بہت مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کے دلوں کو روحانی صفائی اور آسمانی روشنی عطا فرماوے۔ آمین۔

احباب مظفر نگر

مظفر نگر میں ایک غریب مگر پُرجوش مخلص جماعت ہے۔ ان کا شغل رات دن سلسلہ حقہ احمدیہ کی خدمت ہے اور بہت سی روحیں ان کی توجہ سے سعادت کی طرف جھک رہی ہیں۔ حافظ عبد الرحمان صاحب گویا یہاں کی جماعت کے بانی ہیں۔ بہتوں کو جو دریا کے اس خوفناک کنارے پر حیران و سرگردان تھے کشتی میں سوار کرا کر دریا کے اس پار دار الامان میں پہونچا چکے ہیں۔ مگر خود تا حال کشتی سے نہیں اترے شاید کسی پرانے ملاح سے محبت کا تعلق ایسا ہو گیا ہے۔ کہ اسے چھوڑنا پسند نہیں آتا لیکن ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا۔ کہ ایک دوست کے ہوتے ہوئے دوسرے اعلیٰ رفیق کی دوستی اختیار کرنے کے واسطے پہلے دوست کو دراصل چھوڑنا نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ نور علیٰ نور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے سے پہلے ہی دو بزرگوں کی بیعت میں داخل ہوئے تھے۔ اور اب تک ان کی عقیدت پر راسخ ہیں۔ ایک پیر کے بعد دوسرے پیر کی بیعت میں داخل ہونا شرعاً جائز ہے اس سے پہلی بیعت فسخ نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اور بھی مستحکم ہو جاتی ہے۔

برادر عبد الخالق صاحب یہاں کی جماعت کے سکرٹری بلکہ روح رواں اشاعت دین کی محبت میں گدازند۔ رات دن اسی میں محو۔ برادر محمد سلیمان صاحب جوشیلے نوجوان احمدی ہیں۔ حکیم عبد الرزاق صاحب۔ منشی ولایت حسین صاحب۔ منشی تجمل حسین صاحب۔ قاضی محمد اکرم صاحب پسر قاضی کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ۔ جو وہاں محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ منشی محمد اشرف صاحب وکیل۔

مضافات مظفر نگر

چونکہ میرے وہاں جانے کی خبر پہلے سے مشہور ہو چکی تھی اس واسطے مضافات سے بھی چند احباب تشریف فرما ہوئے۔ منشی احمد حسن صاحب مدرس تسہ جو کہ ہر وقت سلسلہ کی کتابیں بغل میں دابے ہوئے اشاعت میں معروف رہتے

ہین - مولوی رشید احمد صاحب - منشی محمد حسین صاحب پٹواری - چوہدری محمد آف گڑھی پختہ اللہ تعالےٰ ان صاحبان کو جزائے خیر دے - کہ عاجز کی ملاقات کے واسطے انہوں نے تکلیف اٹھائی لیکن سب سے زیادہ عجیب اور قابل ذکر ملاقات جناب داروغہ **عبد الحمید** صاحب سب انسپکٹر کی ہے جو کہ مظفر نگر سے قریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر متعین ہین - اور سرکاری کام کو چھوڑ کر آ نہ سکتے تھے ان کے واسطے خدا تعالےٰ نے یہ سامان پیدا کیا کہ خزانہ سے انھین اطلاع کیگئی - کہ تنخواہ ضرور لے جاؤ - نیز ایک سمن کے ذریعہ سے ایک مقدمہ کی شہادت مین انہین مظفر نگر طلب کیا گیا - اس طرح انہین عاجز کی ملاقات اور شمولیت جلسہ کا موقع خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے عطا فرمایا - داروغہ صاحب کس قدر باغیرت پُر جوش احمدی ہین اور دین حق کی تائید مین کیسی مدلل اور معقول گفتگو کرتے ہین اس کا اندازہ ان کی ملاقات سے ہی ہو سکتا ہے - ان کے برادر زادہ میان غفور احمد صاحب جو آجکل مظفر نگر مین تعلیم پاتے ہین ایک سلیم الفطرت نیک سیرت نوجوان ہین - میرے قیام مظفر نگر مین طریقہ ادب کو ملحوظ رکھکر میری خدمت مین مصروف رہے - اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو -

واپسی ۷ - مئی کی صبح کو مظفر نگر سے روانہ ہو کر عاجز رات بٹالہ پہونچا - جہان اخویم چودھری حاکم علی صاحب کی رفاقت سے رات بسر کر کے ۸ - مئی ۱۹۱۰ء کی صبح یوم الاحد کو بخیریت داخل دار الامان ہُوا -

فالحمد للّٰہ رب العالمین

لیکچر کفّارہ پر ریویو

مین نے اس کتاب کا اوّل سے آخر تک نہایت غور سے ملاحظہ کیا - بیان عقلی و نقلی مدلل صورتی سے بے نظیر ہے - ایسی کتاب کبھی دیکھنے مین اس سے پہلے نہ آئی ہوگی - جو کہ خوبصورتی سے کفارہ کی جڑھ بیخ کو بہ کلی اُکھاڑ پھینکے - اس کا ہر فقرہ اپنے اپنے موقعہ پر ایک فوج اعد دستون کی مانند ہے جو کہ قیمتی ہیرون سے ہار پرو دکھایا اور میل سے سنہرے کو نمایان دکھایا ہے یہ ہے نام کو کفارے کا جواب لیکن دین عیسوی کے ہر بنیادی پتھر کو ایک کچل ڈالنے والا اور ریزے بنانے کا کارگر حربہ اور اوزار ہے - جس سے یسوعیون کی کشتی نجات کل عدم نظر آتی کافور ہو ی - اور شیطان کی مانند بھسم ہو چکی ہے - لائق مصنف نے اس دین اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور نجابت کو بریم صورتی اور مدلل دلیلون سے دکھایا ہے - ادا اسے حسن اسلوبی سے بیان کیا کہ عرفان حقیقی کے پیاسون کو وجد آرہا ہے اس کتاب سے دین عیسوی کی جان نکل چکی اپنے مذہب کی تذبح کا فوری نظارہ دے رہی ہے - مین اس بات کے بیان کرنے سے باز نہین رہ سکتا یہ نادر کتاب ہر ایک پریچر اپدیشک واعظ کو ضروری اور واجبی ہے خاص کر مسلمین مخلص ایماندارون مرد و زن عالم اشخاص کے لئے ازبس ضروری ہے - مجھو ملی اُمید ہے کہ اس کتاب کو ہر فرقہ اسلامی خرید کر اپنے پاس رکھے گا اور چند نسخہ خرید کر عیسائیون مین تقسیم کرے گا کیونکہ جب لاگ نادر کتاب ایک بھاری خزینہ ہے یہ ہر فرقہ اسلامی کے لئے بغیر کشش کے نہایت عمدگی اور بریم صورتی سے اسلامی جلوے دے رہی ہے - مین امید کرتا ہون کہ اس کتاب کو جملہ مسلمان خرید کر وقت کو غنیمت جان کر مصنف کتاب کی نہایتی لدر محنت جو انہون کی داد دین گے و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و ہو رب العرش العظیم

خاکسار رحیم بخش گذشتہ کشی کسٹ لسے پی مشنری سوسائیٹی سالِ نو مسلم راجپوت واعظ اسلام مصنف نور دل ہر دو حصہ و مصنف یادگار الفت برچھا جلد مقیم قادیان - کتاب ہذا بدر ایجنسی سے بقیمت ۳ر ملسکتی ہے -

کتب قدیمہ مین آنحضرتؐ کے متعلق پشگوئی

آجکل بعض اخبارون مین یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ کیا ویدون مین آنحضرتؐ کے متعلق کوئی پشگوئی ہے یا نہین - معزز معاصر درنے بڑے زور سے اس امر کو ثابت کر دکھایا ہے کہ ویدون مین آنحضرتؐ کی پشگوئی موجود ہے اور اس امر کی تائید مین ویدون کی شرتیان بھی پیش کی ہین - اور بعض آریاؤن نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ بے شک ہے - لیکن کسی مسلمان نے یہ عبارتین ڈالدی ہین - عیسائی صاحبان بھی بعض انجیل کے متعلق ایسا ہی عذر تراشا کرتے ہین کہ کسی مسلمان نے یہ عبارت اس مین ڈال دی ہے اس قسم کی تصدیق یا اس کے انکار مین مسلمان اور اس کے فریق مخالف ہر دو کو مشکلات مین تبلایا جاتا ہے - ایک مسلمان کی مشکل اس مین یہ تبلائی جاتی ہے کہ اگر ہم تسلیم کرلین کہ وید - توریت اور انجیل مین ایسی پشگوئیان ہین - تو ساتھ ہی ہمین یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کتب الہامی ہین - اور ان مین جو کچھ لکھا ہے - وہ سب سچ ہے - لیکن یہ معترض کی غلط فہمی ہے جو وہ ہمین ایسی مشکل مین سمجھتا ہے - ہم تو تسلیم کرتے ہین کہ توریت اور انجیل خدا کا کلام ہے - اور ان کے علاوہ اور بھی کتب مقدسہ دنیا مین ہوئین ویدون کے متعلق پیغام صلح مین حضرت مسیح موعود فرماتے ہین - "ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہین اور اس کے رشیون کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہین" لیکن ہمارے نزدیک یہ توریت جو یہودی لوگ پیش کرتے ہین اور جس مین لکھا ہے - کہ پھر موسےٰ مر گیا اور دفن کیا گیا اور اس پر نوحہ کرتے رہے اور اس جیسا پھر پیدا نہین ہُوا اور اس کی قبر کا پتہ وہ توریت نہین ہو سکتی - جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی اور یہ انجیل جو عیسائی پیش کرتے ہین - جسمین ایک روتے چلاتے عاجز محتاج بیچارے بندے کو خدا کہا گیا ہو وہ انجیل نہین ہو سکتی جو ایک نبی پر نازل ہوئی اور یہ وید جسمین نیوگ جیسا ناپاک مسئلہ درج ہو وہ مقدس کلام نہین ہو سکتا - جو رشیون پر نازل ہُوا ہو - پس ظاہر ہے کہ ان کتابون مین زمانہ کے ہاتھون نے بہت کچھ تغیر تبدل کر دیا ہے - اور یہ اس قلعہ کی مانند ہین - جس کی رہائش کو بادشاہ نے متروک کیا اور وہ ویران ہوگیا اور اس مین ناپاک چیزون نے اپنا بسیرا کیا - اُس کی دیوارین بوسیدہ ہو کر گر گئین - جہان بادشاہ کا تخت بچھتا تھا - وہان وحشی جانورون نے گندگی پھیلائی اور اس مین داخل ہونے سے انسان دہشت زدہ ہوتا ہے - بلکہ اس مین پھرنے سے دماغ بدبو سے پریشان ہوتا ہے - پس اب وہ صحیح معنون مین قلعہ نہین - لیکن کسی زمانہ مین وہ قلعہ ضرور تھا - اور اگر اس مین کوئی کتبہ کسی دیوار مین کندہ ہمین مل جائے - تو ہم بلحاظ ایک **محقق آثار قدیمہ** ہونے کے ضرور اس کی قدر کرین گے - اور اس سے فائدہ اٹھائین گے - پس اس معاملہ مین دراصل مسلمان کسی مشکل مین نہین ہین - کیونکہ مسلمانون کا یہ عقیدہ نہین کہ وہ قلعہ رہائش کے قابل ہے مسلمان صرف اس کے کتبہ سے تاریخی فائدہ اٹھانا چاہتے ہین - برخلاف ہمارے مخالفین جو اس کو موجودہ حالت مین قابل رہائش یقین کرتے ہین بلکہ اسے بادشاہ کا جلوس گاہ بتلاتے ہین - لیکن ہندون اور عیسائیون کی مشکلات اس معاملہ مین بہت

کل یہ کیسا پسند آیا۔ اوس نے جواب دیا کہ ایسا پسند آیا کہ اگر آپ ایسا ہی میرا مقبرہ بنوا دیں۔ تو میں ابھی مرجانے کو تیار ہوں۔ اِس عمارت کے ساتھ ہی ایک بڑی شاندار مسجد موجود ہے۔ جو کہ پہلے اسلامیوں کی غیرت اور پراستقلال طبیعت انہیں عطا کی گئی ہے۔ کہتا ہوں کہ میں جہاں چاروں طرف لہو ولعب کے ساتھ دین پر تمسخر اڑانا ایک معمولی بات محبت اسلام کا ثبت دے رہی ہے۔ مقبرہ کی شاندار محرابوں کے اردگرد اور خود قبر ہی جاتی ہے۔ وہ ایک مستحکم مینار کی طرح اپنی نیکی پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر قرآن شریف کی سورتوں کی سورتیں نہایت خوشخط پتھروں میں کندہ شدہ ہیں۔ ہو اور اون کی اولاد و ازواج کو متقی اور صالح بنائے۔ آمین

گی اس شان و شوکت کے آثار دیکھ کر بے اختیار مونہہ سے یہ قرآنی آیت نکلی۔ پُرایہ له الله - انت مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير۔ اے اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اسے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے لیتا ہے اور تو ہر بات پر قادر ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں خیر ہے۔

زیور کی بے اعتدالیاں

گاڑی میں ہم تھے۔ جو چند اور ہندو تھے ایک ہندو صاحب بیٹھے ہوئے اسراف حد سے زیادہ نکلا جا رہا ہے اس کا ذکر پُر زور الفاظ میں کر رہے تھے۔ طلب کرکے زیور کے متعلق جو کہ اس قدر نام سنائے کہ میں یاد نہیں رکھ سکا۔ ہتھیلی کے اندر کا زیور۔ ہتھیلی کے اوپر کا زیور۔ انہوں نے زیوروں پاؤں کے اُوپر کا زیور۔ سرگردن۔ سینہ پشت سب زیوروں سے پُر ... اور سب سونے کے۔ سر کا زیور کہا کہ اس قدر متفرق زیوروں کے بنانے کی تکلیف اٹھانے سے بہتر نہ ہوگا کہ ہر ایک عورت کے ڈھانچہ کے مطابق ایک سونے کا خول بنا کر اسے چڑھا دیا جاوے صرف اور مونہہ خالی رہے۔ کہنے لگے کیا کریں رسوم کی پابندی مصیبت ہو رہی ہے۔ سینکڑوں عورتیں اس واسطے کنواری رہ جاتی ہیں کہ ان کے واسطے والدین یا سسرال کافی زیور مہیا نہیں کر سکتے۔

نظر دریا

رامپور کے راستہ میں ایک دریا کے اُوپر سے گزرتے ہوئے ایک ہندو لڑکے نے ایک پیسہ دریا میں پھینکا۔ میں نے اُسے بہت سمجھایا کہ کیا اچھا ہوتا اگر یہ پیسہ تم کسی مسکین کو دیتے مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ ایسا ہی جالندھر کے قریب دریا سے گزرتے ہوئے دریا کو متھا ٹیکا۔ دیر تک ہاتھ باندھے ہوئے دریا کے آگے جھکا رہا۔ سجدے کا یا متھا ٹیکنے کا یہ طرز بھی نرالا ہے۔ کہ انسان کسی شے کے اُوپر چڑھ جاوے اور پھر اس پر مودے سجدہ کرے۔

ایک اصطلاح انگریزی

ہاپڑ کے اسٹیشن پر جو پلیٹ فارم میں لائن کے پلیٹ فارم سے الگ ایک طرف بنا ہوا تھا اس کا نام

Island platform

لکھا ہوا دیکھا گیا۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے وہاں میرے دیکھنے میں آئی۔

رامپور

ابھی ہم علی گڈھ میں تھے۔ جب کہ ہمارے مکرم دوست محمد ذوالفقار علی خان صاحب کا تار آیا کہ واپسی پر مجھ سے ملتے جاؤ۔ مولوی صدرالدین صاحب بسبب مدرسہ اور ایسا ہی مولوی شیر علی صاحب بعض ضروری کاموں کے سبب زیادہ ٹھہر نہ سکتے تھے۔ اس واسطے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ رامپور سے ہوتا آؤں تاکہ خان صاحب کے حکم کی تعمیل ہو جائے اسواسطے میں آگرہ سے سیدھا رامپور گیا۔ راستہ میں میرے رفقاء اسٹیشن علی گڈھ سے دہلی کی طرف تشریف لے گئے۔ خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی محبت میں کس قدر گداز ہیں ا ... ین کی خدمت کے واسطے ان کو کس قدر جوش ہے اور

رام پور میں عزیز دوست منشی امتیاز احمد صاحب احمدی سے بھی ملاقات حاصل ہوئی۔ جو کہ ایک سلیم الفطرت نیک سیرۃ آدمی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی عبید اللہ صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔

طلب معافی

یہ عاجز رام پور میں چند گھنٹے ٹھہرنے کے بعد میں براہ ہاپڑ میرٹھ کو روانہ ہوا۔ چونکہ میں پہلے ہندوستان کے اس علاقہ میں نہیں گیا اور نہ مجھے باوجود تلاش کہیں وہاں کی ریلوں کا کوئی گائیڈ ملا۔ جس سے میں وہاں کے تقسیم اوقات اور راستہ میں آنے والے اسٹیشنوں کا مطالعہ کرتا۔ اس واسطے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس راستہ میں امروہہ کا اسٹیشن بھی آتا ہے۔ خان صاحب یا کسی دوسرے دوست نے بھی اس امر کا ذکر نہ کیا۔ لیکن ریل میں بیٹھے ہوئے اتفاقاً مجھے ایک جگہ معلوم ہوا کہ اب ہم جس اسٹیشن سے گزرے ہیں اس کا نام امروہہ ہے۔ امروہہ کا نام سنتے ہی میں چونکا۔ اور فاضل اجل عالم بے بدل عارف ... ماہر علوم مقدسہ حضرت مولانا و بالفضل اولنا فخر الدین و سابقین اصحاب مسیح موعود حضرت مولوی **سید محمد احسن صاحب** زاد اللہ مجدہ و شرفہ کا متبرک چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ ایسا وقت اور موقع نہ تھا کہ میں وہاں اُتر سکتا اس واسطے دل میں بہت افسوس ہوا۔ اور ایسا قریب پہونچ کر آن مخدوم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکنے کا بہت رنج ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہ سوجھا کہ فوراً آپ کی خدمت میں ... آپ کے واسطے دعا کی۔ واللہ ہو السمیع العلیم

اُمید ہے کہ حضرت موصوف میری اس غلطی کو معاف فرمائیں گے۔ اور اپنی دعاؤں میں اس خادم کو یاد رکھیں گے۔

سناتنی شرافت

اس زمانہ میں ہندوؤں میں سے سناتنی لوگوں میں ایک شرافت ہے کہ وہ آریوں کی طرح دریدہ دہن اور بدزبان نہیں۔ دوسری قوم کے بزرگوں کو نیک الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ میرے ساتھ ریل گاڑی میں ایک بڑے متمول سناتنی ہندو جگادھری کے رئیس اپنی اہلیہ کے ہمراہ سوار تھے اور جالندھر میں اُترے کچھ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ذکر آیا۔ کس ادب سے انہوں نے حضرت صاحب کا نام لیا اور ان کی تعریف کی۔ شریف لوگوں کا کام یہی ہے۔ معلوم نہیں ہے کہ آریوں نے اس میں کیا فائدہ دیکھا ہے۔ کہ اپنے بزرگوں کو بھی گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور دوسروں کے بزرگوں کے حق میں بھی بدگوئی کرتے ہیں۔ خدا ہی ہے جو انہیں سمجھائے۔ ان آریوں نے ملک کا لٹریچر ہی گندہ کر دیا ہے کیونکہ ان سے تنگ آکر دوسرے بھی بجنگ آجاتے ہیں

میرٹھ

میرٹھ چھاؤنی میں عاجز مخدومی اخویم شیخ عبدالرشید صاحب کے مکان پر پہونچا اور وہ مجھے اپنے ساتھ ... شام کے وقت شیخ محمد حسین صاحب سب جج کے مکان پر لے گئے۔ وہاں تجویز ہوئی کہ مظفر نگر سے میں ایک دن کیواسطے واپس آکر میرٹھ میں ایک لیکچر دوں اور اسی واسطے میرٹھ کے دیگر احباب کی ملاقات بھی واپسی کے وقت کے واسطے اٹھا رکھی گئی۔ مگر رات کو ایک مخالف کی گفتگو سنکر شیخ صاحب جلسہ کی کامیابی سے ناامید ہو گئے اور اسواسطے جلسہ کی تجویز کو ملتوی کرکے صبح سویرے میرے ساتھ مظفر نگر چلے

سخت ہیں۔ اگر وہ اس امر کو تسلیم کریں کہ یہ پیشگوئی صحیح ہے۔ تو مزوہ ہے کہ وہ دین اسلام کو اختیار کریں اور اگر وہ یہ کہیں کہ یہ کلام بعد میں کسی نے ڈال دیا تو وہ ان کتب کے محرف مبدل ہوجانے کے قائل ہوچکے ہیں اور یہ کتاب میں غیر کو بلکہ ایک مخالف کا ہاتھ ایسا پڑا ہے کہ اس کے تمام موجودہ نسخے اس کی دست برد سے خالی نہیں۔ ہے وہ کتاب اس قابل ہرگز نہیں رہی کہ اب ہم اس کو اپنا ہادی اور راہنما بنائیں۔ معلوم نہیں ایسا ہی اور بھی اس میں ڈالا گیا ہو۔ امید ہے۔ کہ کوئی سنجیدہ آریہ اس کا جواب لکھنے کی کوشش کرے گا کوئی غمش گو آریہ اخبار اپنے آپ کو ہمارا مخاطب نہ سمجھے۔

دار الکتب احمدیہ

ناظرین کو معلوم ہے کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی تحریک سے قادیان میں ایک دار الکتب احمدیہ قائم کیا جاچکا ہے جس میں کتابوں کے علاوہ اخبارات بھی رکھے رہتے ہیں بہت سی مفید کتابیں حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے بھی اس کتب خانہ کو دی ہیں احباب کو چاہیئے کہ عمدہ کتابیں اس کتب خانہ میں بھیجکر اس کی رونق کو بڑھائیں اس کتب خانہ کا فنڈ درست اتنا نہیں کہ اس کے واسطے الگ مکان دیکھا جاوے۔ حافظ عبد الرحیم صاحب مینیجر رسالہ تشحیذ بھی اس کے متعلق بھی سارا کام کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے فرائض متعلق رسالہ سے فرصت کے اوقات میں کتابوں کو ترتیب دے کر اور نمبر لگا کر ایک فہرست بڑی محنت سے طیار کی ہے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دیوے۔

کتابوں کے متعلق مشکلات

جیسا کہ گذشتہ اخبار میں بھی لکھا جاچکا ہے جو کتابیں دفتر بدر ایجنسی میں نہیں ہیں ان کے متعلق اگر کوئی درخواست آجاوے تو باہر سے لیکر روانہ کیجاتی ہیں۔ بعض وقت دقت ہوتی ہے۔ آجکل ہر اخبار کے دفتر میں کسی نہ کسی کتاب کی اشاعت کا سلسلہ ضرور ہوتا ہے اور یہی حال یہاں بھی ہے۔ اخبار بدر کو جاری ہوئے ابھی بہت عرصہ نہیں ہوا۔ مگر اس کے کارخانہ سے بھی متعدد مفید کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ جو صرف دفتر میں سے مل سکتی ہیں ایسا ہی بعض کتابیں ہیں۔ جو صرف دفتر ریویو کے بک ڈپو سے مل سکتی ہیں اور بعض صرف دفتر الحکم سے۔ بعض صرف دفتر تشحیذ سے۔ حضرت مسیح موعود کا کتب خانہ جو سب سے پہلے یہاں قائم ہوا۔ اور جس کے طفیل ہم سب ہیں اس میں بہت سی قیمتی کتابوں کا خزانہ موجود ہے۔ جو اور کہیں دستیاب نہیں ہوسکتیں۔ میرے خیال میں یہاں ایک ایسی ایجنسی کی ضرورت ہے۔ جو سب کتابوں کو ایک جگہ مہیا کرسکے۔ اس میں خریداروں کو سہولت ہوگی۔ جب تک ایسا انتظام نہیں ہوسکتا۔ بدر ایجنسی کی دوکان احباب کے لئے اس خدمت کے واسطے طیار ہے۔ بشرطیکہ بیرونی کتب کی قیمت درخواست کے ساتھ آجاوے یا ایک آنہ فی روپیہ کمیشن چارج کرنے کی اجازت ہو۔ کیونکہ بعض دی پی واپس آجاتے ہیں اور اس کا نقصان دفتر کو اٹھانا پڑتا ہے۔

اصول قربانی

قربانی کا سلسلہ دنیا میں ہمیشہ سے جاری ہے۔ بڑوں پر چھوٹے قربان ہوتے ہیں۔ بادشاہ پر سپاہی قربان ہوتے ہیں قرآن پر توریت وانجیل وویدقربان ہوگئے۔ انسان کالج میں داخل ہونے کی خاطر اسکول کی زندگی کو قربان کرتا ہے اور دنیوی کاروبار میں داخل ہونے کی خاطر کالج کی زندگی کو قربان کرتا ہے۔ اسی طرح معزز ہمعصر نور کے ایڈیٹر شیخ محمد یوسف صاحب تحصیل علوم دینیہ کے واسطے تجرد کی خلوت نشینی کا لطف اٹھاتے ہوئے اپنی بڑی عمر تک برہچریہ کہلائے۔ مگر بعض اسلئے علوم اور تجارب زندگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ متاہل زندگی اختیار کی جاتی۔ اسواسطے وہ برہچریہ کو خیر باد کہکر اس مدرسہ میں داخل ہوئے۔ جہاں کا امتحان امور خانہ داری میں کامیابی کے واسطے انسان سے محنت و مشقت چاہتا ہے۔ اس نئی منزل میں خداتعالیٰ ماسٹر صاحب کا راہنما ہو ٭

درخواست جنازہ

(۱) برادرم مفتی چراغ الدین صاحب بٹالوی اپنی والدہ مرحومہ کے واسطے احباب سے درخواست دعائے جنازہ کرتے ہیں۔

(۲) منشی ابراھیم صاحب کوہ منصوری سے اپنی مرحومہ بیوی کے واسطے احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ پہلے اخبار میں غلطی سے ان کی بیوی کی بجائے ان کی والدہ کے واسطے لکھا گیا۔ گو مغفرت کی دعا سب کے واسطے مفید ہے۔

تاریخ وفات حکیم فضل دین صاحب

از مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی

حاج حافظ حکیم فضل الدین
باوفا مثل او کسے کم زاد
بود شاگرد حضرت اقدس
شد بہ تفہیم علم حق استاد

ہمت خویش صرف حق فرمود ٭ ملک خود جملہ راہ مولےٰ داد
پاک گشتہ برفت ازین عالم ٭ رحمت پاکش بر روانش باد
سال ترحیل او بگفت مبین ٭ دائما در بہشت جانش باد
۱۳۲۸

انجمن شبان المسلمین

خواجہ صاحب سیالکوٹ میں

سیالکوٹ میں انجمن شبان المسلمین کا اب کے سال پہلا سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں خواجہ کمال الدین صاحب کا مضمون معجزات نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا۔ خواجہ صاحب کا بیان محض خدا کے فضل سے ہرایک جگہ اور ہرایک شہر کی پبلک میں خصوصیت کے ساتھ متمیز ہوچکا ہے اور یہ قدرتی جذب حاصل ہوگیا ہے کہ جہاں کہیں لکچر ہو پبلک میں سے ہر طبقہ کے لوگ بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ اس سالانہ جلسہ میں خواجہ صاحب کے لکچر کی دھوم دھام ان کے لکچر دینے سے پیشتر ہی ان کی سابقہ قبولیت کی وجہ سے شہر میں ہوچکی تھی اور ان کے لکچر کے وقت کا اور ان کی آمد کا بڑے شوق سے انتظار ہورہا تھا۔ لکچر گاہ اچھا معقول طور پر فراخ تھا اور آراستہ بھی خوب تھا۔ جہاں لکچراروں کا اسٹیج تھا وہ خوب ہی بازیب وزینت تھا۔ اور سرخ کپڑے پر سنہری حروف سے موٹے قلم سے

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے ٭ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

لٹکتا تھا اس کے دو قدم آگے سرخ کپڑے پر یہ شعر سنہری حروف سے لکھا تھا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ٭ کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے

خیر یوں تو پنڈال میں کرسیوں کی ترتیب اور نشست کا انتظام ہرایک نظارگی کو خوش کرتا تھا۔ مگر جس وقت خواجہ صاحب اسٹیج پر کھڑے ہوئے تھے۔ تو سارا اندرونی مکان مخلوق خدا سے پُر ہوکر باہر کے میدان میں قناتوں کے ساتھ ساتھ آدمیوں کی قطاریں تھیں۔ میں اس جگہ صرف اس اثر اور قبولیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو حاضرین جلسہ پر جس میں ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ پایا جاتا تھا خواجہ صاحب نے

بہت فراخدلی سے ہر رنگ میں معجزہ کے لفظ کو پیش کیا اور اپنے بیان کو کسی پہلو میں ایسا کمزور نہ رکھا کہ سامعین میں سے کسی خیال کے آدمی کو ان کے بیان پر حرف گیری کا موقع ملتا۔ یہ لیکچر پورے تین گھنٹے میں ختم ہوا۔ اور اس عرصہ میں توجہ مخلوق کا یہ حال تھا۔ کہ کسی طرح کی حرکت یا گفتگو تو درکنار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں میں کسی غیر شے کی مداخلت کا خیال ہی گناہ سمجھتے تھے۔ میں بار بار عام نظر ڈالتا تھا۔ اور دیکھتا تھا کہ سب لوگ ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ اخیر پر جب خواجہ صاحب نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کا وہ مقام اپنے سلسلہ بیان میں معجزانہ رنگ میں لاکر بیان کیا۔ جس کا تعلق اس موجودہ زمانہ کے حالات سے تھا۔ تو یہ مقام آپ کے لیکچر کا اس قدر توجہ کو مصروف کرنے والا ہوا اور طبائع کو اس قدر مغلوب کیا کہ ہر طرف سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی صدائیں اٹھتی تھیں۔ اس عاجز نے بالحاظ اس کے کہ خواجہ صاحب کا لیکچر کن پہلوؤں پر ہوگا۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ زندگی پر کچھ شعر لکھے تھے۔ جو میں نے خود اٹھ کر وہ اشعار پڑھے تھے اس لئے کہ ناظرین کو اس عاجز کے لئے دعا کی تحریک ہو یہاں لکھ دیتا ہوں۔

محمد کا جہان میں کیا ظہور اللہ اکبر ہے ٭ سراپا آپ کا اسرار ربانی کا دفتر ہے
خدا کیواسطے یہ زندگی دنیا میں آئی ہو ٭ مقام اس زندگی کا آپکا ہی جسم اطہر ہے
کرشمہ اک دکھلایا ظہور حق کا بطحی نے ٭ ہر اک حال جس کرشمہ نے بنایا مشک اذفر ہے
محمد مصطفےٰ کی زندگی سب معجزانہ ہو ٭ خدا کو نور اعجازی سے جسم اس کا منور ہے
وہ ذات پاک احمد آئینہ ہو حق نمائی کا ٭ ہویدا جس سے ہر اک دم میں ذات رب اکبر ہے
کھلی وہ طرۂ احمد کی بو اطراف عالم میں ٭ کہ غش ہو کر رہی آخر کو بوئے مشک اذفر ہے
محمد ہی خدا کی قدرتوں کا کیا نمونہ ہو ٭ کہ جس کے کام میں سنکر ہر اک حیران و ششدر ہے
خدا کی اس خدائی میں بہت انسان ہو گذرے ٭ محمد ہی ہو گو انسان مگر بہتر سے بہتر ہے
کوئی دنیا میں گر ہو چشم بینا اور دل صافی ٭ خدا کا گروہ جو یا ہو محمد اس کا رہبر ہے
محمد سا بشر ہو کر ہو مقبول عالم کیوں ٭ بشر کہنے کو سارے ہیں محمد ہی جو بے تر ہے
ہر اک دنیا کی منزل میں مقام حمد بالا ہے
وہ احمد ہے وہ حامد ہے وہی محمود اکبر ہے
(حامد سیالکوٹی)

ادھر انجمن شبان المسلمین کا جلسہ تھا اور ۵۰ قدم کے فاصلہ پر آریہ سماج کا سالانہ جلسہ کا اجلاس ہو رہا تھا جس میں انہوں نے اپنے لیکچروں میں اسبات کو مد نظر رکھا کہ اپنی بے سر و پا ادھر ادھر سے سنی سنائی اور ناقابل وثوق حکایتوں کو فروغ دیں اس بات کا احساس شبان المسلمین کے منتظمان کو بھی ہوا اور انہوں نے خواجہ صاحب کو مجبور کیا کہ دوسرے دن چونکہ اتوار ہے اور بعض لیکچرار مثلاً محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا تشریف نہیں لائے تو آپ ان کا دن لیکر آریہ صاحبان کی بے سر و پا اعتراضوں کا جو اس وقت پبلک میں ذکر کرتے ہیں جواب دینے چاہئیں خواجہ صاحب نے اس امر کو منظور کر لیا اور دوسرے دن پہر ان کا وقت مقرر کیا گیا۔ اس مضمون میں چونکہ خصوصیت کے ساتھ کوئی ہیڈنگ نہ تھا اس لئے خواجہ صاحب نے قوم اسلام کے تنزل کو مد نظر رکھ کر اس کے موجبات پر تقریر شروع کر دی اور تمہید کا رنگ جما کر یاد دہان قومی اتحاد واعتصمو بحبل اللہ جمیعا کی پاک آیت کو پیش کر کے ان سب باتوں کا جو سلسلہ بیان میں آتی گئیں بڑے جوش سے ذکر کرتے گئے نصرت الہی نے یہاں بھی کام کیا اور خواجہ صاحب کی اس تقریر نے دلچسپی پیدا کی اور قوم کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ظاہر کیا کہ جس قدر آریہ یا دیگر مذاہب اعتراض درمیان لاتے ہیں وہ بحمد اللہ قرآن کریم میں سے ہم کو نہیں دکھلا سکتے اور ہمارا اسلام قرآن ہے اور افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مختلف مصنفوں نے بعض غلط فہمیاں سے اپنی کتابوں کے شائع کرتے سے ایسے اعتراضوں کا موقعہ غیر مذاہب کو دیا ہے مگر غیر مذاہب کے معقول پسند اور انصاف پسند لیکچرار ان کو بہت مناسب ہے کہ وہ قبل اس کے کہ مذہب اسلام پر اعتراض کریں قرآن کریم کے کسی مقام سے جو مسلمانوں کا دین و ایمان ہے ہرگز باہر نہ جاویں قرآن کریم مکمل اور متمم کتاب ہے اور ہم کسی زید و بکر کے قصہ کہانیوں کے ذمہ وار نہیں اور یہ ظاہر کیا کہ آریہ صاحبان کی نیت اور طریق اعتراض ہرگز حق طلبی پر مبنی نہیں ہے۔ ورنہ جو راہ ہمارے امام و پیشوا ایسے حضرت مسیح موعود نے پیش کی ہے اگر سب مسلمان اس پر متفق ہو کر چلیں تو آج جملہ اعتراضوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے یہ تقریر بھی خواجہ صاحب کی مؤثر پڑی اور خواجہ صاحب ۱۱ بجے دوپہر فارغ ہو کر اسٹیج سے اتر کر فرودگاہ پر تشریف لے آئے۔ اور شام کے ۵ بجے کی گاڑی پر لاہور کو روانہ ہو گئے۔

خاکسار حامد شاہ۔ از سیالکوٹ